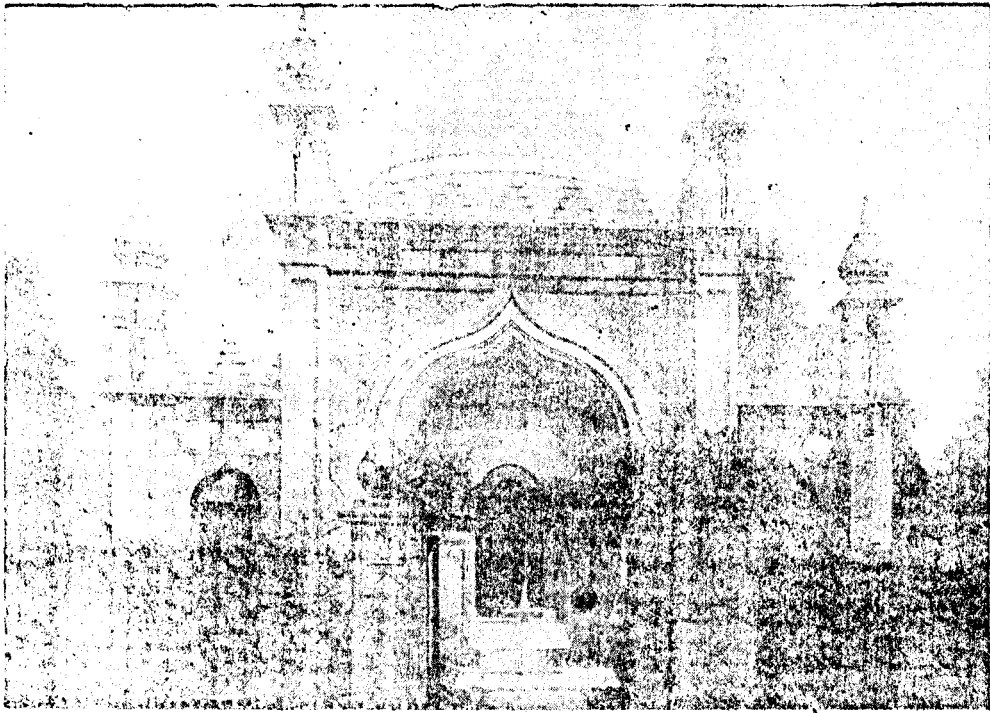


وَلَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ إِذْ يُدْعُوهُ رَبُّهُ بِالْأَسْمَاءِ الَّتِي يُدْعَى بِهَا الْمُؤْمِنُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سُمُّوا بِهَا لَعْنَةً وَيُجِيبُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَدْعُوهُ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ وَأَجْزَلُ مَا يُجِيبُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَدْعُوهُ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ وَأَجْزَلُ مَا يُجِيبُ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَدْعُوهُ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ

# اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ سالہ اسلامک یو یو انگریزی  
مجربہ



شاہجہان مسجد وکنگ انگلستان  
حضرت خواجہ جمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانی وکنگ مسلم مشن انگلستان  
مدیر اعلازی  
خواجہ نذیر احمد سیرسٹراٹ لارہو

قیمت پانچ روپے (شہر ممالک کے لیے)

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (دیگر سالانہ)

دعوتِ استقامت خرمیاری بنام سیر سالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برائڈر تھروڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

یہ بڑی قیمتی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد  
بہت حد تک دو گنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی  
دس ہزار اشاعت دو گنگ مشن کے لیے، اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

## فہرست مضامین رسالہ

# اشاعت اسلام

| جلد ۲     | ماہ مارچ ۱۹۴۱ء مطابق ماہ صفر ۱۳۶۰ھ                                                   | نمبر ۳    |
|-----------|--------------------------------------------------------------------------------------|-----------|
| نمبر شمار |                                                                                      | نمبر صفحہ |
| ۱         | شدتِ رات                                                                             | ۸۲        |
| ۲         | اخبار مسجد و گنگ                                                                     | ۸۳        |
| ۳         | اللہم صل علی محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم و بارک و سلم | ۸۷        |
| ۴         | قارئین کی خدمت میں ایک التماس                                                        | ۹۱        |
| ۵         | عربوں کے تعلقات بئر لیبی سلطنت سے                                                    | ۹۴        |
| ۶         | بت پرستی۔ بھگتی اپنے غیر معتدل رنگ میں۔                                              | ۱۰۵       |
| ۷         | عمرانی قوانین اور الہام ربانی                                                        | ۱۱۰       |
| ۸         | دنیا نے اسلام کی خدمت میں ایک ضروری عرضداشت                                          | ۱۱۴       |
| ۹         | مراسلات                                                                              | ۱۱۷       |
| ۱۰        | گوشتوارہ آمد                                                                         | ۱۱۹       |
| ۱۱        | خرچ                                                                                  | ۱۲۰       |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ كَا نَصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا الْكَرِیْمِ

# اشاعت اسلام

بابت ماہ مارچ ۱۹۴۱ء

## شذرات

ہم بعد مسرت اس ماہ مسٹر ایٹھتی کر بقول کی فوٹو بدیہ ناظرین کرتے ہوئے مشر موصوف کے وہ خیالات بھی پیش کرتے ہیں جن کا انہوں نے اسلام قبول فرماتے وقت اظہار کیا۔ ہمیں امید ہے کہ مشر موصوف کے خیالات دلچسپی سے خالی نہ ہونگے۔

”میں گذشتہ دو تین سال سے اسلام کا نہایت ہی غور و تحقیق سے مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ اور مجھے اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ اسلام ہی ایک سچا اور حقیقی مذہب ہے جسے اختیار کر کے انسان تمام اخلاقی کمزوریوں اور گناہوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ میں دل سے اسلام قبول کرتا ہوں۔ اور اس کے اصولوں سے کما حقہ آگاہی حاصل کرنے کا منتہی ہوں تاکہ ان پر عمل پیرا ہو کر میں نجات اخروی حاصل کر سکوں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام پر چلنے کی استقامت بخشے۔ اور اس کا بھی اظہار کر دینا چاہتا ہوں کہ میں حضرت نبی کریم صلعم کا ایک سچا پیرو ہوں کیونکہ یہ امر مجھ پر متحقق ہو چکا ہے کہ اسلام ہی صرف وہ مذہب ہے جو حق و صداقت کا علمبردار ہے۔“

## اخبار مسجد و وکنگ

اس مشن کا ایک فرض منصبی ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا بھی ہے جو اس ملک میں اسلام کے متعلق پائی جاتی ہیں۔ اور جب کبھی اخبارات میں اسلام کے خلاف کوئی غلط بیانی شائع ہوتی ہے تو ہم فوراً اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ بلاشبہ مشن کو اس معاملہ میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور اب مسیحی مصنفین کے قلم سے اکثر کتابیں، اسلام کے متعلق، دیاندارانہ طریق پر لکھی جانے لگی ہیں۔ اور بعض عقلمند ڈیٹر اس قسم کی کتابوں کو شائع کرنے سے پہلے ان کے مسودات امام صاحب کی خدمت میں بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ ابتدائی مسیحی مصنفین کے معاندانہ رویہ کا شکار نہ ہو جائیں۔

گزشتہ عرصہ میں، اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت کم مضامین شائع ہوئے اگرچہ ہم ان سے بالکل متفق نہیں تاہم، ان کا انداز بیان نسبتاً بہت بہتر ہو گیا ہے پھر بھی بعض لوگ ابھی تک نیش زنی سے باز نہیں آتے مثلاً جولائی میں، "دی نیو سٹیمین اینڈ نیشن" میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں مضمون نگار نے ہٹلر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی تھی، چنانچہ امام صاحب نے فوراً اس مضمون پر نوٹس لیا اور اسکے کے جواب میں ایک طویل مضمون لکھ کر اسی اخبار میں شائع کرایا، اسلامک ریویو ماہ فروری میں یہ مضمون پچیسہ شائع کیا گیا ہے۔ اس مضمون کی اشاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں بہت سے خطوط موصول ہوئے جن میں لوگوں نے اسلامی لٹریچر طلب کیا چنانچہ ضروری اور مفید لٹریچر طالبان حق کی خدمت میں فوراً روانہ کیا گیا، مثال کے طور پر ہم دو ایک خطوط پیش کرتے ہیں:-

"ڈیر امام صاحب - ۲۰ جولائی کے سٹیمین اینڈ نیشن میں آپ کے دستخط سے جو قابل قدر مضمون شائع ہوا ہے اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں اس مضمون کو پڑھ کر بہت رنجیدہ ہوا تھا اور میں امید کرتا ہوں کہ پبلک اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے گی۔ میں آپ کے خیالات سے، اپنی پوری ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔" آپ کا مخلص - جے۔ ایم۔ آئی (سابق ناظم دفتر تعلیمات مصری، لندن)

دوسرا خط

ڈیر سر، میں "دی نیو سٹیمین اینڈ نیشن" مورخہ ۲۰ جولائی میں، آپ کا قابل قدر اور مدلل مضمون پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ اگرچہ مذہب کے وسیع مفہوم سے میں لادری ہوں تاہم میں صداقت کا جو یاں ہوں

یعنی میں نے ”لا ادریت“ کو اس کے حقیقی معنی میں استعمال کیا ہے۔ براہ کرم مجھے دو تین ایسی کتابوں سے مطلع فرمائیے، جو اسلامی اصول اور عقائد پر مستند ہوں۔ مبسوط کتابوں کے بجائے مختصر اور سادہ کتابیں بہتر ہونگی۔ نیز میں آنحضرت صلعم کے سوانح حیات پر بھی ایک کتاب ضرور پڑھنی چاہتا ہوں۔ اس غنایت کے لئے پیشگی شکریہ عرض کرتا ہوں۔“ آپ کا مخلص۔ ڈبلو۔ جی۔ بیکر۔

### زائرین مسجد و وکنگ

گذشتہ ششماہی میں، زائرین کی تعداد معمول سے زیادہ تھی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ و وکنگ میں بہت سے پناہ گزین آئے ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ ہندوستانی افواج کے سپاہی، جوہنی، ای، ایف کے ہمراہ الڈرشاٹ میں ڈنکرک سے آئے ہیں، سب کے سب جمعہ کی نماز کے لئے و وکنگ مسجد میں تشریف لاتے رہے ہیں۔

### مسجد میں ایک نامور شخصیت کی آمد

۵ اگست ۱۹۴۰ء جمعہ کے دن ہنرٹل ہائینس شہزادی سنیہ آف ابانہ مسجد میں تشریف لائیں۔ موصوف نے جو فریج بخوبی بولتی ہیں، مشن کے متعلق استفسارات بھی کئے اور اس کی تبلیغی جدوجہد میں کافی دلچسپی کا اظہار کیا، چنانچہ انہوں نے دس پونڈ کی رقم بطور امداد بھی عطا فرمائی اور وعدہ فرمایا کہ میں انشاء اللہ عنقریب اپنے بھائی ہنریچ شہزادہ زونو کے ساتھ پھر یہاں آؤں گی۔

### یاد رفتگان

”اور جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوں ان کو مردہ مت کہو، کیونکہ وہ زندہ ہیں، مگر تم نہیں

جانتے۔ (قرآن مجید ۲: ۲۲۴)

آج ۲۸ دسمبر کا دن، دنیا کی نگاہ میں ممکن ہے وقوع نہ ہو، لیکن انشاء اللہ ایک زمانہ آئیں گا جب لوگ اس دن کی اہمیت کا احساس کرنے لگیں گے۔

آٹھ سال ہوئے اس تاریخ کو، خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام نے، لاہور میں اپنے معمولی مکان میں وفات پائی۔ ہم نے انہیں مبلغ اسلام کے نام سے یاد کیا ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ وہ خود اپنے لئے اس نام کو بھی پسند کرتے تھے۔ اگرچہ ان میں اور خوبیاں بھی تھیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں مبلغ اسلام تھے۔ دوسرے مذاہب کے مبلغین کے برخلاف، ان کی شخصیت نے

اس نام کو چار چاند لگا دیئے۔ جس طرح اس نام نے انہیں عزت عطا کی، انہوں نے اس نام کی شان دوبالا کر دی۔ انہوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ کسی مذہب کا مبلغ ہونا، اور بات ہے اور اسلام کا مبلغ ہونا اور ہے۔ وہ دراصل دنیا میں، تبلیغ اسلام کے لئے ہی پیدا ہوئے تھے۔ صدیوں سے اسلام میں اس شان اور اس مرتبہ اور اس شخصیت کا کوئی داعی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس دورِ انحطاط میں، ان کی شخصیت اپنے اندر شہابی کیفیت رکھتی تھی۔ وہ تنہا مبلغ بھی تھے، لکچرار بھی، خطیب بھی اور انشاء پر دار بھی مصنف بھی اور مناظر بھی، منتظم بھی اور کارکن بھی مصلح بھی اور ریفارمر بھی۔ اگرچہ ان کی شخصیت مرعوب کن فنی تاہم وہ دوستی میں بہت استوار تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہایت ہمدردی سے پیش آتے تھے اگرچہ ان کی زندگی ایثار کا مجسمہ تھی تاہم وہ دوسروں سے کوئی توقع نہیں رکھتے تھے، اگرچہ وہ برائی کے دشمن تھے تاہم دوسروں کی کمزوریوں سے چشم پوشی کرتے تھے۔ جیسا کہ بڑے آدمیوں کی فطرت ہوتی ہے وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی مطلق پرواہ نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کی نظر ہمیشہ بڑے بڑے مقاصد پر جمی رہتی تھی۔

چنانچہ یہ ان کی وسعت اور بلند نظری کا کرشمہ تھا کہ انہوں نے، اس وقت مذہبی خدمت کا بیڑا اٹھایا، جب، عوام میں اس چیز کے ساتھ، بہت دلچسپی تھی۔ اور انہوں نے منفعت بخش وکالت کو خیر باد کہہ کر، اس قوم کو تبلیغ کرنی شروع کی جو اسلام کے سب سے بڑے مخالف تھے۔ بلاشبہ مرحوم کا انگلستان میں، تبلیغی مشن قائم کرنا، اسلامی تاریخ میں ایک بہتم بالشان کارنامہ ہے۔ اس کام کے لئے اس جرأت، ہمت، حوصلہ، نگاہ اور استقلال کی ضرورت تھی، جو صرف ان لوگوں میں پایا جاتا ہے، جو پیدائشی لیڈر ہوتے ہیں۔ جب دنیا یہ سمجھ رہی تھی، کہ اب مذہب کا دور ختم ہو چکا ہے، اس وقت ان کی فراست نے، آنے والے مذہبی دور کی جھلک دکھائی اور اسی فراست کو مذہبی اصطلاح میں ایمان کہتے ہیں۔ الغرض مرحوم، مذہب کے مستقبل پر ایمان رکھتے تھے اسی لئے انہوں نے، اس کام میں اپنا تن من و دھن سب لٹا دیا۔

پس انسانی شعور کے پیچیدہ ترین خطہ یعنی مذہب میں وہ، انسانوں کے مسلمہ رہنما تھے اور آج بع  
صدی گزرنے کے بعد، خلافت محل نہ ہو گا اگر ہم یہ کہیں کہ آج ایک عقلمند آدمی کے لئے یہ معلوم کرنا ضرور  
نہیں کہ مذہبی دور دنیا میں قائم ہو چلا ہے اور مرحوم اور ان کے ساتھی کسی سراب میں مبتلا نہیں ہوئے

تھے۔ اور ونگ مسلم شہنشاہ کا تخیل محض ایک خیالی پلاؤ نہیں تھا۔ بتدریج عوام میں اس حقیقت کا احساس شدید تر ہوتا جا رہا تھا اور اس وقت وہ یہ محسوس کر کے بہت ملول ہو گئے کہ خواجہ کی وفات بڑے بے وقت ہوئی۔ کیونکہ ان کی قبل از وقت وفات کا بڑا سبب عامۃ المسلمین کی سردمہری ہے، اگرچہ ان کے قواء بہت مضبوط تھے تاہم جس قدر جدوجہد انہیں کرنی پڑی وہ ان کی طاقت سے باہر تھی۔ زندگی میں، ان کو جن پریشانیوں کا سامنا ہوا، ان سے وہی لوگ واقف ہیں جن کو ان کی سادہ کام کرنا کا اتفاق ہوا۔ آئندہ نسلیں ممکن ہے ان کی یادگاریں تعمیر کریں، اور عالی شان عمارتیں ان کے نام سے منسوب کیں۔ لیکن یہ سب کچھ اس قصور کی تلافی نہیں کر سکتے، جو ہم سے سرزد ہو چکا یعنی ہم نے اسلام کے سچے فرزند ہونیکا ثبوت نہیں دیا۔ کہ ہم نتائج سے بے پروا ہو کر اپنی جان و مال اسلام کی راہ میں نثار کر دیتے اور بلاشبہ وہ اسلام کے لئے ایثار مجسم تھے۔ اگرچہ وفات سے پہلے کئی دفعہ انہیں خون کی قے آئی لیکن ہر بار وہ، نہایت صبر و سکون کے ساتھ، اسلام پر مضامین لکھانے لگتے تھے، یا مشن کے متعلق ہدایات جاری کرتے تھے۔ بلاشبہ یہ ایک ایسا نظارہ تھا کہ فرشتے دیکھتے تو انہیں بھی لطف آ جاتا۔ اگرچہ وہ لوگ بھی شہید ہیں جو سر بازار شہید ہو کر ہزاروں کو متاثر کرتے ہیں لیکن سب سے زیادہ المناک موت وہ ہے جو کنج نہائی میں آتی ہے اور ہزاروں مشکلات کا مقابلہ کرتے کرتے آتی ہے۔ خواجہ مرحوم کی شہادت اسی قسم کی تھی۔ پھر وہ بھی شہید ہیں جو تلوار ہاتھ میں لیے شہید ہوتے ہیں ”قاتلون و ہم یقتلون“ لوگ ان کی مدح کرتے ہیں، اور ان کی عظمت کے گیت گاتے ہیں لیکن خواجہ کی شہادت کا انداز جدوجہد تھا۔ وہ اپنے بھائیوں کے غم میں شہید ہوئے ان کے ہاتھ میں مرتے وقت تلوار تو نہ تھی لیکن قلم ضرور تھا۔ جس کے ذریعہ انہوں نے مضامین لکھے جو انہوں نے نسلوں کے دلوں کو گرماتے رہیں گے۔

ہم بلاشبہ، مرحوم کے جانشین ہونے کے مدعی نہیں ہیں، ہمارے لئے باعث فخریات صرف یہ ہے کہ ہم نے ان کی زندگی کا قریبے مشابہہ کیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ انہیں بانی اسلام اور قرآن سے کس قدر عشق تھا۔ اور اسلام کے شاندار مستقبل پر کس قدر یقین تھا۔

ہم انکی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتے، وہ تو ان لوگوں میں سے تھے جو ایسے اداسے قائم کر سکے ہیں جنکی ان کے ہم عصر کو ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ہمارے لئے یہ کافی ہے اگر ہم اس ادارہ کو قائم رکھ سکیں جو انہوں نے قائم کیا تھا۔ اور اب تو اس ادارہ کی اہمیت کا لوگوں کو احساس بھی ہو چلا ہے۔ اگر ہم یہ کام کر سکیں تو بلاشبہ ان

ہم انکی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتے، وہ تو ان لوگوں میں سے تھے جو ایسے اداسے قائم کر سکے ہیں جنکی ان کے ہم عصر کو ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ہمارے لئے یہ کافی ہے اگر ہم اس ادارہ کو قائم رکھ سکیں جو انہوں نے قائم کیا تھا۔ اور اب تو اس ادارہ کی اہمیت کا لوگوں کو احساس بھی ہو چلا ہے۔ اگر ہم یہ کام کر سکیں تو بلاشبہ ان

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ  
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب تلغ اسلام

کوئی قوم جب انحطاط کی طرف جاتی ہے۔ تو وہ حقایق سے منہ موڑ کر لفظ پرست ہو جاتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ لفظ پرستی بھی چھٹ جاتی ہے۔ جس سے ایک عظیم الشان حقیقت خاک میں مل جاتی ہے۔ یہی حالت درود شریف پڑھنے کی ہے۔ اصول کے لحاظ سے تو یہ مقدس شغل میرے نزدیک نماز سے کچھ ہی کم درجے پر ہے۔ لیکن لوگوں نے جو مدت سے صرف تکرار لفظی پر اکتفا کر رکھی تھی۔ آج نہ صرف ان الفاظ کو چھوڑنے لگے ہیں۔ بلکہ ان مقدس الفاظ پر بھی معترض ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جب درود شریف ایک دُعا ہے۔ جس میں ہم خدا تعالیٰ سے آنحضرت صلیعم کی از دیاد ترقی چاہتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے دنیا کو ایسی حالت میں چھوڑا جب آپؐ میں تکمیل نفس نہ ہو چکی تھی۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا رتبہ بالضرور آنحضرت سے زیادہ ہو گا۔ کیونکہ جس ترقی کی درخواست سرور کائنات کے متعلق کی جاتی ہے ہے۔ وہ ترقی بطور مثال جناب ابراہیمؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

اس اعتراض کا کسی آریہ کی زبان سے سُن لینا تو ایک معمولی بات تھی۔ لیکن آج اچھے طبقے کے مسلم بھی درود شریف کے متعلق اگر معترض نہیں۔ تو متائل ضرور ہو چکے ہیں۔ یہ ساری مہیبتیں لفظ پرستی کا نتیجہ ہیں۔ کوئی بھی فقوڑی دیر کے لئے تکلیف تحقیق کو گوارہ نہیں کرتا۔

یوں تو ہر زبان میں لفظوں کے کئی ایک معنے ہوتے ہیں لیکن عربی الفاظ حقایق و معارف کا خزانہ ہیں۔ اس کا ایک ایک لفظ مختلف معانی کا حامل ہوتا ہے۔ لفظ کا محل وقوع ہی بتلاتا ہے کہ کسی خاص مقام پر کسی لفظ کے کیا معنے ہونے چاہئیں۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لفظ صلوات کا ماننا صلی ہے۔ اس کے ایک معنے تو خدا تعالیٰ سے رحمت و ترقی کی دُعا مانگنا دوسرے معنے بذات خود ترقی۔ کامیابی۔ رفعت اور مقصد کا پورا ہونا بھی ہوتا ہے۔ تیسرے معنے

ان افعال و اسباب کا جمع کرنا ہے۔ جن کے ذریعہ ہم سرسبز اور کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ تینوں معانی مختلف کتب لغت میں موجود ہیں۔ اس پر صاحب تاج العروس یہ ایزاد کرتے ہیں۔ کہ جب یہ لفظ آنحضرت صلعم کے متعلق استعمال ہو۔ تو اس کے معنے بالخصوص آپ کے فرض زندگی یعنی اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیابی ہے۔ یہ چاروں معانی مسلم ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس لفظ کے معنے کسی خاص مقام پر کیے ہوتے ہیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ درود شریف پڑھنے کی سیاق و قرآن کریم کی یہ آیت ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** یعنی تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ کا تکرار کرتے ہیں۔ اے مومنین! تم بھی صلوٰۃ و سلام پر عامل ہو) یہ تو صحیح ہے۔ کہ صلا کے ایک معنے خدا تعالیٰ سے خاص دُعا مانگنے کے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ انسان و فرشتے ایسی دُعا مانگ سکتے ہیں۔ لیکن آیت تو کہتی ہے کہ خدا تعالیٰ بھی یہ امر کر رہا ہے۔ اب اس کے معنے اگر دُعا کے سوا لٹے اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ تو پھر خدا کا اس دعا میں مخاطب کون ہے؟ لہذا اس لفظ کے معنے اس موقع پر دعا و صلوٰۃ نہیں ہو سکتے ہمیں معنی اول کو چھوڑ کر دوسرے معنی کی طرف توجہ کرنی ہوگی۔ اور وہ صاف ہیں۔ آیت شریف کے معنے یہ ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ اسباب کے ہتھا کرنے یا پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ جس سے آنحضرت صلعم کا مقصد زندگی کی تکمیل کو پہنچے۔ اور آپ کا نام بلند ہو و اور آپ کے مشن کو ترقی ہو۔ اور اس موقع پر یہ بھی بدایت کی گئی ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے یہ عمل کر رہے ہیں تو اے مسلمانو تم بھی یہی عمل کرو تم بھی ان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ جن سے حسب تشریح صاحب تاج العروس اشاعت اسلام کی تکمیل و ترقی ہو۔ تاہم اس امر پر شاہد ہے کہ اول تو اسلام روز افزوں ترقی کرتا رہا لیکن وہ باتیں جنہیں ہم خدا اور اس کے فرشتوں کے متعلق منسوب کر سکتے ہیں۔ وہ خود بخود لوگوں کا ان اصولوں کی طرف رجوع کرنا ہے۔ جو نہ صرف اسلام کی ہی روح رواں ہیں۔ بلکہ وہ معرکہ الآرا باتیں ہیں جنہوں نے مذاہب دیگر کو اسلام سے جدا کیا۔ اس امر کے ثبوت میں تاریخ کی اوراق گردانی کرنا نہیں چاہتا۔ جو آج ہمارے سامنے ہو رہا ہے۔ وہ اس آیت شریف کی ایک کامل تشریح ہے۔ یوں تو آج دنیا نہ صرف بظاہر اسلام سے منہ موڑ رہی ہے۔ بلکہ مذہب کو ہی بنفسہ جواب دے رہی ہے۔ لوگ نہ صرف علی الاعلان اپنے اپنے مذہب سے ہی الگ ہو رہے ہیں۔ بلکہ ضرورت مذہب کے ہی منکر ہیں۔ ہاں تعلیم مذہب کی جگہ انہوں

نے چند اصول زندگی اختیار کر رکھے ہیں۔ جن پر وہ بطور مذہب چلنا چاہتے ہیں۔ اب اگر ان اصولوں کو غور سے دیکھا جائے۔ تو وہ سب کے سب اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ ہمارا زمانہ کچھ اس قسم کا مبارک زمانہ واقع ہوا ہے۔ کہ ہمیں تبلیغ و اشاعت میں صرف اسی قدر کمر دینا ہے۔ کہ جن جن امور کی خاطر دوسرے مذاہب والوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ رکھا ہے۔ وہ خالصتہ اسلامی نہیں۔ اور ہمیں ان دوستوں کو صرف اسی قدر بتلانا ہے۔ کہ جن اصولوں کے تم اس قدر دلدادہ ہو رہے ہو۔ قرآن نے اس کا نام اسلام رکھا ہے :

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ قلبی کیفیت اور مذہبی ذہنیت کس نے پیدا کی۔ ہماری حالت جمود و ظاہر ہے۔ اور جس طرح ہم اس فریضہ حق سے الگ ہو چکے ہیں۔ وہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ پھر کس نے امور سلطنت میں دنیا کو جمہوریت کا دلدادہ کر دیا ہے۔ کس نے مساوات انسانی کی روح پھونک دی ہے؟ کس نے ذات پات اور رسمی تعزیر کو ملیا میٹ کر دیا ہے؟ وہ کون سے اسباب ہیں جنہوں نے ہندوستان جیسی قدامت پرست اور چار دیواری میں رہنے والی قوم کو شدھی سنگھٹن جیسے مفید اصولوں پر عامل کر دیا ہے؟ کیوں ہندو اصحاب آج ورثہ نسواں پر زور دے رہے ہیں۔ ازیں قبل ازدواج بیوگان طلاق وغیرہ کے مسائل بھی ہیں۔ دوسری طرف فلسفہ حیات کے لئے اگر کل دنیا مغرب کو کھینچی تو مغرب میں ذیل کے مضبوط اصول کس مسلمان نے جا کر شائع کئے ہیں؟ توحید۔ مساوات انسانی۔ عالمگیر اخوت۔ انسان کی سرشت کا مکمل اور بے عیب بنا دینا میں ادراک کا مادہ پر غالب رہنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ اصول اور بیسیوں اور مسائل۔ کل کے کل اسلامی ہیں۔ لیکن آج اگر قریب ان پر فریقہ ہے۔ تو یہ انقلاب ہماری کوششوں کا تو نتیجہ نہیں۔ یہ تو آیت زیر بحث کی ایک لفظاً اور عملاً تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتے ہیں کہ میں اور میرے فرشتے تو انسانی قلوب میں اصول اسلام کی طرف رغبت پیدا کر رہے ہیں۔ ہم (خدا) تورات دن یصلون علی النبئی کہ رہے ہیں۔ لیکن مسلمانو تم بھی کچھ کام کرو۔ ہم تو دنیا کے لوگوں کو قرآنی اصول کی طرف لاچکے ہیں۔ لیکن تم جا کر انہیں اطلاع دو۔ کہ ان اصولوں کا نام اسلام ہے۔

معترض اب غور کر لے۔ کہ آیت کے یہ معنی کتنی تکلف کے محتاج نہیں۔ ایک طرف ان معانی کی مؤید لغت عرب ہے۔ اور دوسری طرف واقعات عالم اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔

ہاں اگر کوئی جماعت ان امور کی کافر (منکر) ہے۔ تو وہ وہی ہیں۔ جن کا نام مسلمان ہے جس قدر بھی آنحضرت کے اس ارشاد کی تعریف ہو تھوڑی ہے۔ کہ تم مجھ پر اٹھو پیر درود بھیجو ہم نے تمیل ارشاد میں حد کر دی۔ جو نہی کسی کی زبان پر آنحضرت صلی علیہ وسلم کا نام پاک آیا۔ چاروں طرف سے اللہ صلی علیہ وسلم کا شور مچا۔ لیکن ایک نے بھی اس پر غور نہیں کیا کہ آنحضرت کا مقدمہ یہ شہرہ تھا۔ غرض تو یہی تھی کہ جس وقت آپ کا نام زبان پر آئے اسی وقت ہمیں آپ کے مشن کی اشاعت کا خیال ہو درود شریف کے اگر معنی دعا کے ہی لئے بتائیں۔ تو پھر دعا کی حقیقت تو قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ جو بات خدا سے مانگی جائے۔ پہلے خود اس کے پورا کرنے کے اسباب پیدا کئے جائیں یعنی ہم کو شش میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہ چھوڑیں۔ اور تکمیل کے لئے خدا کی طرف دیکھیں۔ کس قدر افسوسناک بات ہے۔ کہ درود شریف میں تو ہم خدا سے ملتی ہوں۔ کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کا نام بلند ہو۔ مگر ہمارے روزمرہ کے افعال معاذ اللہ آپ کیلئے باعث ننگ ہوں۔ یہ دعا نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے مضحکہ اور مذاق کرنا ہے۔ اشاعت اسلام کے سوال کو چھوڑ دیا جائے۔ درود شریف تو اس لحاظ سے اصلاح اخلاق کا بہترین ذریعہ تھا۔ اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور کسی شخص کی تعلیم کی کامیابی کا پڑا بھاری ثبوت یہ ہوتا ہے۔ کہ اس معلم کے پیرو اس تعلیم پر عامل ہوں۔ تو عجمی عربی کی رفعت ذکر اور آپ کی کامیابی کا ثبوت اس زمانہ میں ہمارے افعال سے ہونا چاہیے تو درود شریف پڑھنے سے پہلے ہمیں اصلاح اعمال کی فکر کرنی چاہیے اور گویا ہم یہ کہنے کے قابل ہو جائیں۔ کہ جہاں تک اصلاح اعمال میں ہم سے جو کچھ ہونا تھا۔ وہ تو ہم کر گذرے۔ آگے خدا کا کام ہے۔ اسی طرح لفظ "صلی" کے باقی معانی پر غور کرنے سے اور تشریحات بھی ہو سکتی ہیں۔ یہاں یہ کہ خدا تعالیٰ نے درود شریف میں کامیابی کا ایک نمونہ جناب ابراہیم کو پیش کیا ہے۔ اور ہمیں اُسے نصب العین بنانے کیلئے متوجہ کیا ہے۔ دراصل اس سے مراد بھی وہی ہے۔ جو میں لکھ چکا ہوں۔ جناب ابراہیم سے جو برکت رحمت کا وعدہ تھا۔ وہ اس کی اولاد کے ذریعہ ہوتا تھا۔ اگر جناب اسماعیل بھی آپ کی اولاد میں سے ہیں اور آنحضرت صلی علیہ وسلم اسی باغ کے ایک گل سرسبد ہیں۔ تو جن قدر اسلام کی اشاعت ہوگی وہ اسی برکت کی افزائش ہے۔ جو جناب ابراہیم کو عطا ہوئی۔ جناب ابراہیم اپنی اولاد کے لئے برکت کی دعا مانگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس دعا کو منظور فرماتے ہیں۔ اور حضرت نبی کریم اپنے آپ کو ابراہیم کی

وفا کا ہر کرتے ہیں۔ ہم درود شریف میں خدا تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلاتے ہیں۔ کہ تو نے جس طرح جناب ابراہیم سے برکت کا وعدہ کیا تھا۔ اس کی اجراء جناب اسماعیل کی اولاد سے ہوتی ہے۔ اس برکت کے آج ہم وارث ہیں۔ لہذا ہم میں وہ توفیق پیدا کر دے۔ کہ جس کے ذریعے ہم اس برکت کے وارث ہو جائیں۔ جو تو نے جناب ابراہیم کو عطا فرمائی۔ آپ کی اسرائیلی نسل تو باغِ روحانیت سے کٹ چکی ہے ہاں دوسری شاخ ذریعہ وہ وعدہ کردہ برکت جاری ہے۔ اس کا ظہور آنحضرتؐ کی ذات پاک سے ہوا جس کے نام کو آج ہم پیش

## قارئین کی خدمت میں ایک التماس

گزشتہ پرچہ کے ساتھ، اس رسالہ کی مسلسل اشاعت پر ۶۰ سال گزر چکے ہیں۔ ایسی دنیا میں جو مذہب سے بیگانہ ہو چکی ہو، اور ایسے لوگوں کے سہارے، جو معقول وجود کی بناء پر تقویر کار و شن پہلو دیکھنے کے لئے آمادہ نہ ہوں، یہ ایک ایسی مدت ہے جس پر ہم بجا طور سے خدا کا شکریہ ادا کر سکتے ہیں۔ ان مہم جوؤں کے لکھتے وقت، انسانی تہذیب کی قیمت ایک ترازو میں لٹک رہی ہے۔ انسان نے اب تک دنیا کو خوبصورت بنانے کے لئے جس قدر کوشش کی تھی، وہ اس پر پانی پھیرنا چاہتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، وہ انسانی عمرانی زندگی اخلاقی بنیاد کو اکھاڑ پھینکنے میں اس وقت ایک شیطانی مسرت محسوس کر رہا ہے طاقت کے احساس سے اس کا دماغ پھر گیا ہے اس لئے وہ کہتا ہے کہ اس کائنات کو میری مرضی کے تابع ہو کر چلنا چاہیئے، افسوس اسے یہ خیال نہیں آتا کہ وہ اس خواہش کا اظہار کر کے، انسان کی قیمت کی رہنمائی میں چٹان سے اپنا سر ٹکرا رہا ہے، زیادہ زیادہ یہ کہ وہ انسانی ارادہ کی بے قدری، اور انسانی کوششوں کی بے قیمتی کو واضح کرتا ہے۔

آنحضرتؐ صلعم آخر الانبیاء ہیں، اس اعتبار سے نہیں کہ اب دنیا الہامی ہدایت سے بلند تر ہو گئی ہے بلکہ آپؐ کی تعلیمات اور شخصیت ایسی ہیں کہ تاریخ کے متبدل طریق کی بنا پر انسان کی ثقافتی زندگی میں جو خلیجیں پیدا ہوتی رہتی ہیں، ان کو پُر کر سکتی ہیں۔ بنی آدم کو اپنی تاریخ کے نئے اخیر کے موقع پر کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے ارتقائی سفر میں، قرآنی صداقتیں، بنی آدم کے لئے، رہنما روشنی کا کام دیتی رہیں گی۔ خود شناسی کے سلسلہ میں، جب کبھی بنی آدم کو دشواریوں کا سامنا ہوگا تو آنحضرتؐ

کی شخصیت ایک روشنی کے مینار کا کام دیگی، اور انسانی جذبات کے طوفانی سمندریں منتشر انسانی طاقتوں کے لئے، ایک مرکز بن جائے گی۔

تجربہ نے بتایا ہے کہ یورپ مذہب سے بالکل ہی بیگانہ نہیں ہو چکا ہے۔ تعصب پر بنا۔ عدم واقفیت، اور چند سیاسی اسباب نے اب تک یورپ کو اس واحد مذہب کے قبول کرنے سے باز رکھا، جو ان کی بلند حوصلہ شغافتی زندگی میں، ان کا حقیقی مددگار ثابت ہو سکتا تھا۔ اب جبکہ ان کی شغافتی خود مشغولگی کی کوششیں، ان کو تباہی کے کنارے پر لے آئی ہیں، تو وہ اب غیر شعوری طور پر مذہب کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

مذہب کا یہ دور جب دراصل یورپ میں شروع ہوگا، اس وقت اسے اس امر کا فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگے گی کہ کون سا مذہب اختیار کرنے کے قابل ہے؟ یورپ کو ایک ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو بنی آدم کے لئے مکمل ضابطہ حیات کا کام دے سکے خصوصاً ایک مذہب اور بین الاقوامی جمعیت کے لئے۔ اور ایسا مذہب دنیا میں اسلام کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ اگر اس موجودہ کشمکش کا انجام یہی ہوتا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ ہم مسلمان، جو اس مقدس مذہب کے علمبردار ہیں، اس وقت اپنے فرائض کا کس قدر احساس کر رہے ہیں؟ اور ہم نے ان غفلت کے باشندوں کو اسلامی تعلیمات کس حد تک آگاہ کیا ہے؟ ہمیں افسوس کے ساتھ اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس معاملہ میں ہم نے، دو گنگ مسلم مشن قائم کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا ہے؟ یہ مشن زبردستی جہاد میں مصروف ہے اور اس سلسلہ میں، جو کم خرچ بھی ہے اور موثر بھی، اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو ان دور دراز گوشوں میں پہنچا رہا ہے۔ جہاں کوئی مشرقی مبلغ نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ اسی رسالہ کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج یورپ میں بعض اقوام کے لئے اسلام کی طرف میلان کا چرچا سنتے ہیں۔ یہ چرچا، خود مغرب ہی میں پیدا ہوا اور اس کی اہمیت بالکل واضح ہے اور یہ بھی کہ، اس چرچا کی بنیاد صرف ایک ہی سرچشمہ ہے اور وہ اسلام کی ریویو ہے، جو استقلال کے ساتھ ہزاروں یورپین افراد کو اس مذہبی انقلاب کی یاد دلاتا رہتا ہے، جس کے لئے یورپ تقریباً تیار ہو چکا ہے؟

علاوہ برین، مدیران رسالہ، وطنی ضروریات سے بھی غافل نہیں رہے ہیں انہیں اس سیاسی

بحران کا بخوبی احساس ہے جو اس وقت ہندوستان میں ہماری سیاسی زندگی پر طاری ہو رہا ہے، وہ اس بات سے بھی واقف ہیں کہ ہماری موجودہ دشواریوں کی ایک بڑی وجہ مذہبی غلط فہمیاں بھی ہیں۔ اسی لئے وہ برابر اس رسالہ میں ایسے مضامین شائع کرتے رہتے ہیں، جو تعلیم یافتہ ہندوؤں کو پیل کر سکیں۔ اگر ہم ہندوستان کو خود مختار دیکھنے کے آرزو مند ہیں تو ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ضروری ہے، جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین پائی جاتی ہیں، حکمرانوں کو برا کہنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا، جبکہ ہم ہندو اور مسلمان، دونوں کے زاویہ نگاہ میں زمین اور آسمان کا فرق موجود ہے، پس ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے ہندو محبوبان وطن کو اس حقیقت کا احساس کرائیں کہ بتی آدم کی ترقی میں اسلام ایک ناگزیر عنصر ہے، اور اس لئے لازمی طور پر، وہ ہندوستان کی تقدیر کے فیصلہ میں بھی ایک ناگزیر عنصر ہے۔ اگر اسلامک ریویو اس مقامت کے لئے ایک سازگار فضا تیار کر سکے تو وہ ہندی قومیت کے لئے ایک زبردست خدمت انجام دے سکیگا، پس ہندوستان میں بھی اور تمام دنیا میں بھی اسلامک ریویو اپنے سامنے، خدمت کا ایک اعلیٰ پروگرام رکھتا ہے اور یہ بات کہ وہ کس حد تک اور کس قدر جلد، اس اعلیٰ خدمت کو انجام دے سکتا ہے، اس کے معاونین پر منحصر ہے۔

(آفتاب الدین احمد)

## پیام اسلام

قرآن کریم سے ایک اجنبی دل کو معرفت کرنیوالی کلام پاک کی بحیثیت غیریت اور تنفر کو دور کر کے اس کی فیضیاب کرنیوالی معرکہ الارا اور ضخیم کتاب، آسمانی بادشاہت اور اس کا چارٹر کا مختصر سا خاکہ دیکھنا ہو تو پیام اسلام پڑھ لو اس کتاب میں قرآن کی ضرورت اور اس کے اسالیب خاصہ پر بحث ہوگی قرآن کریم کے جداگانہ عنوانوں کے تحت میں تقسیم ہوگی خاصہ کر ان ذیل پر بحث ہوگی، انسان کے متعلق قرآن کا نصب العین۔ کائنات میں انسان کا مقام خلافت الہیہ اور اس کے حصول کے ذرائع، روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، سیاسی تعلیمات قرآنی، نزکیہ و اصلاح نفس ایک حیوان شکل انسان کا بانی اخلاق سے متعلق ہونا۔ انسان کے کمالات اور اس کے نقص موجودہ زمانہ کی مشکلات اور اخلاقی بدعنوانیاں اور ان کا قرآنی حل و دفعہ بعض صداقتیں ملوثہ غیرہ وغیرہ پر نہایت زبردست بحثیں۔ فہم قرآن اور اس سے مستفید ہونا آسان ہو جائے گا۔ اس کتاب کا مختصر خاکہ پیام اسلام میں دیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۶/-

ملنے کا پتہ: مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل رات ڈر تھروڈ۔ لاہور

# عربوں کے تعلقات بیزنطینی سلطنت سے

زمانہ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں

{از جناب اکبر محمد حمید اللہ صاحب}

جزیرہ نمائے عرب تین براعظموں کے بیچ میں واقع ہوا ہے۔ اسی لئے قدیم زمانے سے اس کو بین الممالک اہمیت حاصل رہی ہے۔ جب تک راس امید کی راہ ہندوستان اور یورپ میں است تعلقات نہیں قائم ہو گئے، مشرق کا تجارتی مال بڑی حد تک عرب ہی کی راہ مغرب کو پہنچتا تھا۔ اور عرب خود بھی تجارت کے سلسلہ میں دور دور تک نکل جاتے تھے۔

ایک طرف اس تجارتی کاروبار نے عربوں کو مصر و شام اور چین و ہند تک پہنچایا تو دوسری طرف ان کے بے آب و گیاہ مرزبوم کی غیر مہمان نوازی انھیں قدیم سے ترک وطن پر مجبور کرتی رہی ہے، ایک طرف قبیلہ ٹی نے عراق و ایران میں "تازی" بن کر چینیوں سے پورے عربوں کیلئے "تاشی" (TASHI) کا لقب حاصل کیا، تو دوسری طرف سنہ عیسوی کی ابتداء میں جب سینٹ پاول کلیمس سے گزرے تو . . . . . اسے وہاں ایک عرب بادشاہ

۱- HEYD, HISTOIRE DU COMMERCE DU LEVANT, I, P. 25

HEFFENING, DAR ISLAMISCHE FREMDENRECHT, SEC. P. 11

۲- دیالہ و بدیہ اصفی حیدر آباد دکن (۱۲۲۳ھ) رجب شیعان تجارت العرب قبل الاسلام، حکیم شمس القادی۔ ارض القرآن

سیدمان وی اور عربی ہما زانی مؤلفہ ایضاً کے متعلقہ ابواب بھی دیکھے۔ نیز تمدن عرب ثقہ لیسان (لو بون: LE BON)

BRETSCHNEIDER, KNOWLEDGE POSSESSED BY THE ANCIENT

CHINESE ۵۰۰ THE ARABS, P. 6-2

حادث نامی سے سابقہ پڑا۔ عربوں کی نوآبادیاں حلب جیسے شمالی مقام تک میں اپنے اپنے بیزنطینی قائم کر چکی تھیں۔ جب بیزنطینی رومیوں کو غرور اور فروغ حاصل ہوا تو ان سے اکثر حکومتیں مٹ کر ناپید ہو گئیں یا بیزنطینیوں کے ماتحت اور آلہ کار بن گئیں۔ بیزنطینیوں اور ایرانیوں میں باہم نسل و نسل سے بیر تھا تو خانہ بدوش عرب ان دونوں کے مستقل اور موثر دشمن تھے اور عراق اور شام کے مرغزاروں پر ہمیشہ حملے کرتے اور لوٹ مار پچا کرتے تھے، ان خانہ بدوشوں کی روک تھام کے لئے انھوں نے عربوں ہی سے کام لیا اور ان کی عاجز مملکتیں (BUFFER-STATES) عربی سرحد پر قائم کر دیں۔ ایرانیوں نے حیرہ (حال کوفہ) کی ایک عربی ریاست سے اپنی رعایا کی حفاظت کا سامان کیا تو بیزنطینیوں نے دمشق میں ایک ایسی ہی ریاست قائم کی۔ ایرانی اور بیزنطینی جنگوں میں حیرہ و دمشق کے عرب اپنے حامیوں کا ساتھ دیتے اور ان کے جھنڈوں کے نیچے برادکشی میں لڑا کرتے تھے۔

دمشق میں ابتداء قبلہ فتح محمد پر سر اقتدار تھا مگر جب یمن کے سداب کے ٹوٹنے سے ہزاروں اہل قبائل بے خانماں اور بے روزگار ہو کر ترک وطن پر مجبور ہو گئے تو قبیلہ غسان بھی گھومتا گھومتا یمن سے شام آ پہنچا۔ یہاں کے اہل ہاتھ تے مرغزار جن کو دیکھ کر بخت تخری من تھما الانہار کی تصویر آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے، انہیں اس قدر پسند آئے کہ وہاں رہنے بسنے کی اجازت کیلئے ہر قیمت کے دینے پر آمادہ ہو گئے۔ منجمعی ریاست نے بیزنطینی سلطنت کی جانب سے ان پر نفی کس سالانہ حرب حیثیت ایک، ڈیڑھ یا دو دینار مقرر کئے۔ غسانی کچھ دن تو یہ محصول برداشت کرتے رہے پھر اس سے انکار کر دیا اور مقابلے پر اتر آئے، آخر ایک گھسان کی لڑائی ہوئی، جس میں قبیلہ منجمع بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ رومی شہنشاہ دیقیون (DECIOUS فوت ۲۵۱ء) نے اس صورت

لے لفظ حادث بعدیں لقب بن گیا اور اس سے مراد بیزنطینی سلطنت کا باجگزار عرب حکمران ہونے لگا۔

دیکھئے - DESVERGERS L'ARABIE. P. 88 NOTE

۱۲-۱۱ خجل 32 COR. X 1 - 11

۱۳- ENCYCL. OF ISLAM - SV. SHAM نیز NOEIDKE, LA PERSE ANCIENNE. P. 160

NOTE

۱۴- البتینہ والا مشرف ثولفہ سعودی صفحہ (۱۸۶) - X جیسا کہ آگے حوالے میں بیان کیا گیا ہے، یہ باقی پڑھو

حال کو دیکھا تو رافضی برضا ہو گیا اور غسانی سردار کو بلا بھیجا کہ تم بڑے بہادر معلوم ہوتے ہو کہ عربوں کے بہادر ترین اور تعداد میں بھی کثیر ترین قبیلے کو یوں آسانی سے نیست و نابود کر دیا۔ بہتر ہو کہ ہم آپس میں دوست رہیں۔ میں تمہیں ضخیموں کی جگہ مقرر کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم پر کوئی عرب قبیلہ حملہ آور ہو تو چالیس ہزار مسلح رومیوں سے تمہاری مدد کروں گا اور اگر ہم پر کوئی عرب قبیلہ حملہ آور ہو تو تم ہمیں بیس ہزار مسلح مقاتلوں (COMBATANTS) سے مدد دو، نیز ہمارے اور ایرانی تعلقات میں کبھی دخل نہ دو۔ غسانی سردار ثعلبہ نے اسے منظور کر لیا تو شہنشاہ دیقیوں نے اسے ایک تاج یاری سے سرفراز کیا۔

غسانوں نے ہمیشہ عربی وفاداری کی لاج رکھی اور کڑے سے کڑے وقت میں بھی اپنے حامی رومیوں کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ رفتہ رفتہ ان کے اثر سے خود عیسائی مذہب بھی اختیار کر لیا۔ بنی نبطی اثرات رفتہ رفتہ پھیلتے ہی گئے اور شام سے گذر کر فلسطین اور پھر خود شمالی عرب تک حاوی ہو گئے۔ معان، آذوق، جوباء، آیلہ، مقنا، دومتہ الجندل وغیرہ مقامات کے علاوہ قبائل کلب، تغلب، لنخم، جذام، قین، بلی، بہراء، قضاعہ وغیرہ پر بھی یہی اثرات کار فرما تھے اور ان قبائل کو اکثر حالات جنگ میں ہم بنی نبطی جھنڈے کے نیچے جمع دیکھتے ہیں، ان قبائل کو قیصر روم کی طرف سے سالانہ پندرہ سیر سونا بطور وظیفہ مقرر تھا اور یہ رومی امداد ان کو قابلوں رکھنے کا بڑا ذریعہ تھی جیسا کہ (دقیقہ صفحہ ۱) یہ ٹوئخ بن حبیب کا بیان ہے اس کو بڑی تاریخی اہمیت حاصل ہے اور سدماہب کے ٹوٹنے کی تاریخ کو متین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اب تک محققین کا خیال یہ تھا دیکھئے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام تحت غسان و ماہاب) کہ یہ واقعات شہنشاہ انطاس کے زمانے میں ہوئے اس کا سلسلہ میں انتقال ہوا۔ مگر محمد بن حبیب کے مطابق سدماہب کا ٹوٹنا چھٹی صدی عیسوی میں نہیں بلکہ تیسری صدی عیسوی میں ہوا ہے۔

۱۳۰) و ما بعد۔ نیز دیکھئے میراج من مضمون (ZDMG) جلد (۸۹) میں۔

۱۴ ENCYCLOPEDIA ISLAMICA V. GHASSAN سیر قبا بن ہشام طبع بریپ صفحہ ۹۹ حلا جگ موت

۱۵ DE Goeje, MEMOIRE SUR LA CONQUETE DE LA SYRIE, 2ND P. 293

NICEPHORE C. POLITANE, DE REBUS MAURITIUM GESTIS, P. 27

ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر قیصر ہند کی حکومت اب بھی کرتی ہے۔

بینظینی سلطنت نے مصر اور اسکندریہ پر بھی تسلط جمایا تھا۔ اور حبش یعنی ابی سینیا تک اس کے زیر نگیں آچکا تھا۔ حبش نے آخرین (جنوبی عرب) پر قبضہ کر کے ایک اہم تجارتی راہ پر قابو پایا۔ مصر اور حبش سے عربوں کے تجارتی تعلقات منتقل اور قدیم تھے جیسے کہ آئندہ مزید تفصیل سے واضح ہوگا۔

یہ بیان ہو چکا ہے کہ قبیلہ قضاہ قیصر روم کے زیر اثر تھا۔ صحیح خانوادہ بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا، رسول کریم کے پردادا کے دادا قصبی نے جو اسی قبیلہ قضاہ سے تعلق رکھتے تھے، اپنے اہل قبیلہ اور حلیفوں کی مدد سے مغربی عرب کے سب اہم مرکز اور تجارتی راہوں کے ایک بڑے جنگل یعنی شہر مکہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ مکہ پر اس وقت جنوبی عرب کے ایک قبیلہ (خزاعہ) کا تسلط تھا۔ اگر ابن قتیبہ کے بیان پر اعتماد کیا جائے تو قصبی کو خود قیصر روم نے مدد دی تھی جس کے ذریعے مکہ پر قبضہ حاصل ہوا۔

قصبی نے مکہ میں ایک شہری مملکت (City State) قائم کی جس میں علاوہ اور فریاد مملکت کے ایک دارالندوہ بھی (جس کا لفظی ترجمہ ہوگا ہاؤز آف پارلیمنٹ) تعمیر کیا گیا۔ اس میں شہر کے وہ سب مرد مشورے کے وقت جمع ہوتے تھے جن کی عمر کم از کم چالیس سال کی ہو۔ خود قصبی کے بیٹے البتہ عمر کی اس قید سے مستثنیٰ تھے۔ قصبی کے بعد وہاں ایک طرح کی امانیت (امراء کی حکومت Aristocracy) قائم ہو گئی جس میں عہدے موروثی ہو گئے، مثلاً قومی معبد (کیسے) کی تولیت حج اور حاجیوں کا انتظام، سپہ سالاری، علمبرداری، سفارت و خطابت (یا ایک طرح وزارت خارجہ) عشر یعنی محصول درآمد کی وصولی، رفاہ یعنی حجاج کی خدمت و ضیافت وغیرہ کے نام سے اہل شہر پر سالانہ ٹیکس اندازی وغیرہ۔ فیلیپی اور اس سے زیادہ یونانی، شہری مملکتوں سے مکہ کی یہ شہری مملکت

۱۔ ابن ہشام، طبری وغیرہ۔ ۲۔ کتاب المعارف۔ طبع یورپ، صفحہ (۳۱۳)

۳۔ اخبار مکہ لازرقی صفحہ (۶۴، ۶۵، ۶۶)

۴۔ التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۸۲ تا ۸۳۔ سیرت ابن ہشام ص ۸، ۸۳، ۸۵، ۸۶۔ حقیقات ابن سعد

ج ۱ حصہ ص ۳۹۔ العقد الفرید لابن عبد ربیع ج ۱ ص ۱۲۲، ج ۲ ص ۲۶، ۲۵۔ ازرقی ص ۶۳، ۶۴۔

غیر معمولی مشابہت رکھتی تھی۔ یہ تقابلی مطالعہ گوہریت و بچسپ ہے مگر ایک علامہ مضمون کا محتاج ہے۔  
عبد مناف بن قصی کے چار بیٹے مشہور ہیں۔ شمس، ہاشم، نوفل اور المطلب۔ کہتے ہیں کہ  
ان میں سے پہلا نجاشی حبش سے ملا، دوسرا قیصر روم اور شاہ غسان سے، تیسرا کسرائے ایران سے  
اور چوتھا حمیر یعنی یمن کے بادشاہ سے ملاقی ہوا اور اس بات کے پروانے حاصل کئے کہ وہ بے  
خدا شہ، امن و حفاظت کے ساتھ ان کے ملکوں میں تجارت کے لئے آیا جائے گی۔ کہتے ہیں کہ  
قیصر روم نے نجاشی کے نام سفارسی خط دیا تھا۔ اسے دیکھ کر نجاشی نے ان لوگوں کو اپنے علاقے  
میں تجارت کے لئے آمدورفت کا عام پروانہ عطا کیا۔<sup>۳</sup>

اب مکے والے ہر سال "رحلة الشتاء" اور "رحلة الصيف" کے نام سے سردیوں میں  
یمن اور گرمیوں میں شام و مصر وغیرہ علاقوں میں آنے جانے لگے تھے۔ مگر اس سے نہ سمجھنا چاہیے  
کہ بیزنطینی حکومت آزاد تجارت کی حامی تھی۔ چونکہ شام پر بدوی قبائل کی غارتگریوں کا سلسلہ غیر منقطع  
چلا آ رہا تھا، اسلئے بیزنطینی حکومت ہر صحرائشین کو شبہ کی نظر سے دیکھنے میں شاید حق بجانب بھی تھی  
عرب کاروانوں کے لئے چند منڈیاں مقرر تھیں۔ ان کے علاوہ دیگر مقامات پر وہ آزادانہ نقل و حرکت نہیں  
کر سکتے تھے۔ اسی طرح انھیں ہتھیار اور سونا اور اسی قسم کی بعض چیزوں کے برآمد کرنے کی قطعی  
ممانعت تھی۔ اور سرحد پر ان کی بڑی سختی سے جانچ پڑتال کی جاتی تھی۔ ان کا اسباب کھولا جاتا  
تھا۔ اور کوئی دقیقہ نگلانی کا فروغ گذاشت نہ کیا جاتا تھا۔ مزید برآں ان سے متعدد ٹیکس وصول کئے جاتے  
تھے۔ عربوں کو مجبوری تھی۔ یمامہ، یمن اور دیگر اندرونی علاقوں کے غلہ کی پیداوار ضروریات کے

لئے یقینی ج ا ص ۲۸۰۔ نیز لسان العرب (ایلات) نیز سورۃ ایلات کی تفسیریں۔

۲ تاریخ طبری سلسلہ اول ص ۱۰۸۹۔ La mmen, La Mecque p 128 etc

۳ ابن سعد ج ۱ ص ۴۳، ۴۴۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ "ایلات قریش" میں اسی کی جانب اشارہ ہے اور  
ایلات کے معنی بھی یہی ہیں یعنی اس نامے حاصل کرنا۔

LAMMENS La Mecque a la veille de l'Hegire. P. 129. 30 d APR GUTERBACH

LAMMENS. La Mecque a la veille de l'Hegire, p 129. 30 d APR GUTERBACH

۴ تاریخ طبری ص ۱۹۱۹

لئے ناکافی ہوتی تھی اور بہ طور عرب شام سے غلے اور دیگر مایحتاج کے خریدنے کے لئے ہر قسم کی پابندیاں اور شرطیں گوارہ کرتے تھے۔ اسی سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مصر پر قبضے کے بعد سے رومیوں نے بحر احمر میں سمندری حمل و نقل شروع کر دی تھی جس کے باعث بین الممالک کاروانوں کا مغربی عرب سے گزرنا کم ہو گیا تھا۔ اور وادی غیر ذی زرع (مکہ) والے اس سبب سے زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ کوئی تعجب نہیں جو عید منات کے چاروں بیٹے انھیں حالات سے مجبور ہو کر باہر نکلے ہوں اور اپنے ہاں کی خام پیداوار (جس میں جانوروں کے پوست سب سے اہم تھے) باہر کی منڈیوں میں نکالنے کی جانب متوجہ ہو گئے ہوں۔

یمن میں بحران ایک زرخیز علاقہ ہے۔ اسلام کے تقریباً سو سال پہلے یہ خطہ بڑی حد تک ہسٹائی مذہب اختیار کر چکا تھا۔ یمن کے بادشاہ ذونواس نے جب یہودیت اختیار کی تو تبلیغی غلو کے باعث یا دیگر نامعلوم وجوہات کے تحت بحرانوں کو عیسائیت کے ترک کرنے کا حکم دیا۔ اور اس کے نہ ماننے پر زندہ آگ میں جھونک کر پڑی بے رحمی سے قتل کیا۔ نیز حیرہ کے حاکم کو بھی دوستانہ ترغیب دلائی کہ اپنے ملک میں بھی عیسائیوں کا قتل عام کرے۔ چند بیکس کہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح قسطنطنیہ پہنچے اور قیصر فریاد کی۔ قیصر نے نجاشی حبش کو جو عیسائی بھی تھا اور قیصر کے زیر اثر بھی، مدد کی جانب توجہ دلائی۔ اور حمل و نقل کے لئے بہت سی کشتیاں بھی ہتیا کیں۔ خود حبش میں سات سو کشتیاں تیار ہوئیں اور حبشی بندرگاہوں میں آئیں، ایرانی اور دیگر تاجروں کی، کئی سو کشتیاں بھی ضبط کر لی گئیں۔ ان میں حبشی فوج سوار ہو کر یمن پر حملہ آور ہوئی۔ معرکہ آرائیوں کے بعد ذونواس مارا گیا اور حبشیوں نے یمن پر پوری طرح تسلط حاصل کر کے آبنائے باب المندب کے اہم تجارتی راستے پر اپنا اثر قائم کر لیا اور رومیوں کو

۱۔ ابن ہشام وغیرہ میں قریش کی سفارت نجاشی کا ذکر دیکھئے۔ طائف کا چڑا عربی میں ضرب اشل ہے۔

۲۔ کہتے ہیں کہ آیت ”اصحاب الاغذود والارذات الی قود“ میں اسی کا ذکر ہے۔

۳۔ دیکھو اہم مصادر سریانی وغیرہ) DESVERGERS, L'ARABIE p. 83, n. 1.

۴۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۲۴۔ طبری ص ۹۲۶۔ ابن سعد ۱۔ ص ۵۵ تا ۶۵۔ طبری ص ۹۲۶۔

۵۔ DESVERGERS, L'ARABIE. p. 70, 1.

کو ہندوستان پہنچے اور ریشم وغیرہ خریدنے کے لئے ایرانی سرزمین سے گزرنے کی حاجت نہیں رہی۔ اب مین کا تعلق اسکندریہ کے بطریق سے ہو گیا اور اس نے ”گمبے جن تیوس“ نامی ایک اطالوی پادری کو وہاں بھیجا جس نے ملک میں (۶۳) دفعات کا ایک قانون بھی مرتب کر کے تئے یاوشاہ کے نام سے شائع اور نافذ کیا۔ (اس کا ایک مخطوطہ اب بھی ویانا کے سرکاری کتب خانے میں محفوظ ہے)۔ مین نے اگرچہ جلد مستقل اور خود مختار ہو کر حبش کی ماتحتی سے آزادی حاصل کر لی مگر بیزنطینی حکومت سے اس کے خاص مراسم رہے۔

سنہ ۵۷۰ء میں پیغمبر اسلام کی شہر مکہ میں ولادت ہوئی۔ اگرچہ آپ کی ذات کے باعث تاریخ عالم کے متعلق بہت سے سابقہ پیش اندازے بعد کو غلط ثابت ہو گئے لیکن آپ کے حالات زندگی کو آپ کی تیمی کے باعث، نبوت سے پہلے بہت کم کسی نے یاد رکھنے کی کوشش کی ہوگی۔ انتاریت کی کتابوں سے ضرور پتہ چلتا ہے کہ بارہ سال کی عمر میں آپ اپنے چچا کے ساتھ ایک کاروان کی محبت میں بصری تک گئے جو شمالی فلسطین میں ہے۔ پھر پچیس سال کی عمر میں خود بھی مال تجارت لیکر وہاں گئے۔ بعض حوالوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کم از کم دو مرتبہ مین اور ایک مرتبہ بحرین عمان بھی ضرور تشریف لے گئے تھے۔ اگر وہ خط صحیح ہے جو اپنے مندرجات کے مطابق آنحضرت نے اپنے چچا زاد بھائی کو ترک وطن کر کے حبش جاتے وقت بطور تعارف دیا تھا اور جس میں نجاشی سے نہایت واقفانہ اور بے تکلفانہ انداز میں ان تارکین وطن کی همان نوازی کی خواہش کی گئی تھی،

۱۔ ایضاً ص ۷۳ نوٹ ۴ پ ۳ ایضاً ص ۷۱ پ ۳ ان تمام مشہور واقعات کو ابن مثنیٰ، طبری، ابن سعد وغیرہ میں ورنہ بشی کی سیرت النبی میں دیکھا جاسکتا ہے۔ میں نے والے غیر ضروری سمجھ کر ترک کر دیے ہیں پ ۳  
۲۔ بشی جلد اولہ حالات قبل از نبوت پ ۳۵ مستند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۰۶۔

۳۔ تاریخ طبری ص ۵۶۹۔ صبح الاعشی ج ۴ ص ۳۷۹۔ ابن القیم زاد المعاد ج ۳ ص ۶۰۔ اس خط کو مؤرخ ۳۰ کے آخر سے متعلق کرتے ہیں جو صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اس وقت ان مہاجرین کو حبش آئے ہوئے پندرہ سال ہو چکے تھے اور وہ اب مدینہ واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ ایسے وقت خط کی یہ عبارت: ”میں اپنے چچا زاد بھائی جعفر کو چند مسلمانوں کے ہمراہ تیرے پاس بھیج رہا ہوں، جب وہ تیرے پاس آئے تو ان کی همان نوازی کو“ بر محل نہیں ہو سکتی پ ۳

تو شاید گمان بے جا نہ ہو کہ آنحضرت صلعم نجاشی سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے۔ ممکن ہے کسی تجارتی سفر کے سلسلے میں آپ فلسطین سے خشکی کی راہ مصر اور وہاں سے حبش تشریف لے گئے ہوں۔ عمرو بن العاصؓ وغیرہ متوردکی تاجروں کا بیان ہے کہ نجاشی سے ان کی شخصی ملاقاتیں بھی ہوتی تھیں۔ ممکن ہے آنحضرت صلعم سے بھی قبل نبوت ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہو اور آپ بھری راہ سے یمن ہو کر مکہ واپس ہوئے ہوں۔ احادیث میں آنحضرت کی زبان سے گفتگو میں بعض جملے ایسا الفاظ کامروی ہونا بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ مگر قدیم سیرت نگاروں کی خاموشی اس بارے میں کسی زیادہ ادعائی بیان کی اجازت نہیں دیتی۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ بیزنطینی علاقے میں عرب تاجروں سے بڑی سختی کا سلوک ہوتا تھا۔ اور خاصکر چنگی کے افسر بڑی تکلیف دیتے تھے۔ کوئی تعجب نہیں جو اس کا آنحضرت صلعم کو خود ذاتی تجربہ رہا ہو۔ احادیث میں عثار اور ماکس (عشر اور مکس وصول کر نیوالے افسروں) کے متعلق جو بڑی سخت وعید آئی ہے، اس سے بھی مراد غالباً یہ اور ایسے ہی لوگ ہونگے۔ گواپ رومیوں کو بہر حال ایرانیوں پر ترجیح دیتے تھے۔ (”الم غلبت الروم فی اذنی الارض“ کی آیت کسی تفسیر میں ملاحظہ ہو)۔ لیکن آنحضرت کے جو جذبات ایرانیوں اور بیزنطینیوں کے متعلق تھے وہ ہجرت سے بھی پہلے واضح ہو چکے تھے۔ چنانچہ ابن ہشام کی روایت ہے کہ ہجرت سے چار پانچ سال قبل، ہم وطنوں نے مصالحت اور یکسوئی کی ابوطالب کے توسط سے جب آخری کوشش کی تو آپ انہیں ہی فرماتے تھے کہ مجھے مدد دو تو قیصر و کسرے کی بستیوں کے تمہارے زیرنگین آنے میں کچھ دیر نہیں درکار ہوگی ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ کی شہری مملکت اپنے دامن کو پھیلا نے لگی تو ان جذبات کے لئے کام کرنے کا موقع ملا۔ مدینے کے روز افزوں ضرورت رسد کو پورا کرنے کے لئے

۱۔ تاریخ طبری ۴ ۱۶۰۳۔ ابن ہشام ص ۱۶۷ وما بعد

۲۔ صحیح مسلم کتاب الحدود ورجم لغامدیہ: لقد ثابت توبۃ لوتا بھا صاحب مکس لغفرلہ۔ اس بارے میں بہ کثرت دیگر حدیثیں

اسلامی فینانس کی مشہور کتاب الاموال مؤلف ابو عبیدہ (فوت ۲۲۴ھ) طبع مصر فقرہ ۱۶۲ تا ۱۶۳ میں بھی ملیں گی۔

۳۔ سیرت رسول اللہ ص ۲۷۸ سطر ۷ تا ۸

نبطی تاجو سرگرمی سے حصہ لیا کرتے تھے۔ جب دومۃ الجندل کے (جو حجاز سے شام اور عراق جانیکے راستوں کے پھٹنے کی جگہ واقع ہے اور خود بھی ایک بڑے میلے کا مقام رہا ہے)، حاکم اکیدر نے جو قیصر روم کے زیر اثر تھا، ان کاروانوں کی راہ میں روڑے اٹکانے شروع کئے اور ان کو تنائے کا آغاز کیا تو شہرہ میں رسول کریم صلیم نے اس علاقے کا رخ کیا۔ گو ابن سعد (بحوالہ واقدی) کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی آمد پر اکیدر بھاگ گیا اور شہر خالی کر گیا، لیکن ابن ہشام (بحوالہ ابن اسحاق) کی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ راستے میں چند قبائل ملے جو اسلامی فوج سے ڈر کر منتشر ہو گئے لیکن رسول کریمؐ دومۃ الجندل ہمیں پہنچے بندہ اثنائے راہ ہی سے مدینہ واپس ہو گئے۔ رسول کریمؐ کا اس ہم کو ادھوری چھوڑ کر عاجلانہ مدینہ واپس ہونا غالباً اس وجہ سے ہو گا کہ آپؐ کو قریش، غطفان اور مدینے کے یہودی قبائل وغیرہ کی سازش کی اطلاع ملی ہوگی کہ آپؐ کے غیاب سے فائدہ اٹھا کر مدینے پر تہ بول دیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی مدینے میں واپسی کے چند ہی ہفتوں بعد خندق کی جنگ ہوئی جس میں مدینے کا بہت دنوں تک محاصرہ رہا۔

دومۃ الجندل کی اہمیت اور اس علاقے کی ٹوٹر نگرانی کے لئے ایک زیادہ مفصل کاروائی کی ضرورت تھی۔ دومۃ الجندل کے اطراف کے اطراف میں خانہ بدوش قبائل بستے تھے۔ آنحضرت صلیم نے ان کو توڑ دینا چاہا۔ چنانچہ مذکورہ ہم کے ایک ہی سال بعد ۳۵ھ میں حضرت عبدالرحمان بن عوف کو ایک فوج دے کر روانہ کیا گیا کہ قبیۃ کلب کے سردار الاصیغ سے دوستی کی بنیاد ڈالیں۔ وہ مسلمان ہو گیا، اور اپنی بیٹی حضرت عبدالرحمان کو بیاہ دی۔ اس طرح اکیدر کو حلیفوں سے بچھڑا دینے اور گھیر لینے

۱۔ کتاب المواعظ لابن عبیدہ فقرہ ۱۳۹۷۔ المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۲۳۔ نبطیوں کا مسکن بھی اس میں معاون تھا کیونکہ وہ عرب کے شمال میں عراق سے فلسطین تک پھیلے ہوئے تھے۔

۲۔ صحیح الاشی ج ۴ ص ۲۹۲۔ بلیکس ہسٹری آف بائبل باب ۴م فصل ۲ فقرہ ۴ (بحوالہ شمس قادری، دببہ صفی بابت شعبان ۱۳۲۳ھ) کتاب الاذمۃ والاکمۃ للرزوقی ج ۲ ص ۱۶۱۔

۳۔ التنبیہ للسعودی ص ۲۴۸۔ طبقات ابن سعد ۲۔ ص ۴۴۔ ص ۶۶۸۔

۴۔ سیرت ابن ہشام ص ۹۱ تا ۹۲۔ الاصابہ لابن حجر حالات الاصبغ

کی کاروائی شروع ہو گئی۔ الاصلیغ کے علاوہ بعض دیگر کبھی سردار بھی اسلام لائے۔ اس سے مسلمانوں نے اپنی جگہ مضبوط کی ہوگی۔ غرض جب ۶۳۵ء میں تبوک کے پڑاؤ سے آنحضرتؐ نے تین سو اوروں کا ایک دستہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں دومۃ الجندل روانہ کیا۔ تہ اکیدر گرفتار ہو کر آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا۔ اسلحہ اور قلعے کی ضبطی سے آنحضرتؐ نے اس علاقے کو ہتھاکر دیا اور اکیدر کے معاہدے اور دومۃ الجندل کی غیر مقبوضہ اراضی کی حوالگی پر یہ کشمکش ختم تمام کو پہنچی۔ ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ اس معاہدے پر آنحضرتؐ نے اپنے ناخن سے ہر لگائی (خطمہ بظفرہ)۔ یہ ایک بہت قدیم سامی طریقہ تھا۔ چنانچہ حال میں چند پرانی بابلی اصل دستاویز دستیاب ہوئی ہیں۔ ان کے آخر میں یہ ایک جملہ ہے: ”اور بطور توثیق اس پر اپنے ناخن کا نشان کیا“ اس کے بعد نیچے بجائے دستخط کے ایک ہلال کی وضع کی لکیر نظر آتی ہے۔ جو ناخن کی ہر تھی۔

مگر اس اثنا میں قیصر روم اور مدینے کے تعلقات کی کشیدگی، جنگ پر منتج ہو چکی تھی، چنانچہ ۶۳۵ء کے اختتام چھ ماہ پہلے صلح ہو گئی اور ادھر دیکھو کی ہو گئی تو آنحضرتؐ متعدد ہمسایہ حکمرانوں کو تبلیغی خط بھیجے۔ ان میں سے ایک ”ہرقل عظیم الروم“ کے نام تھا۔ جب قیصر سے کوئی آسن رہی تو آنحضرتؐ نے قیصر کے باجگزار عرب رئیسوں اور صوبہ داروں سے براہ راست مخاطب فرمایا۔ ان میں سے ایک سفیر بصری کے حاکم کے پاس گیا مگر اس کو موتہ کے مقام کے قریب، غالباً جاسوس سمجھ کر یا یہ خیال کر کے کہ وہ غداری کی

۱۔ الامامہ لابن حجر نمبر ۱۵۳۔ رسالات نبویہ مولفہ عبدالمعتم خان نمبر ۷۷۔ طبقات ابن سعد۔

۲۔ ص ۶۹۲، ۶۹۳۔ الاستیعاب لابن عبدالبر نمبر ۳۹۶۔ عقد الفریج ج ۱ ص ۳۵ تا ۳۵۷۔

۳۔ یہ معاہدہ کوئی بار کتابوں میں ملت ہے۔ سب سے بہتر متن الموابب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۹۸ میں ہے، گو ابو عبیدہ

بلادری ابن سعد، قدامہ بن جعفر وغیرہ نے بھی اس متن کو محفوظ کیا ہے۔ ج ۲ ص ۱۲۰۔

۴۔ Oluf Kruckmann, Neue Babylonische Recht- und Verwaltungstexte (Tart 37) Tafel 28)

۵۔ ابن ہشام، جبری وغیرہ۔ ۶۔ خاص اس خط پر میرا تحقیقی مقالہ رسالہ ”معارف“ اعظم گڑھ بابت جون

۱۹۳۵ء میں چھپ چکا ہے۔

۷۔ مثلاً عسانی، سرداروں، معان کے حاکم، داریوں اور نجیوں کو خطوط لکھے گئے یا ان سے معاہدے ہوئے

دیکھئے میری فرانسیسی کتاب 33-35 Documents

سازش میں کام کر رہا ہے، قبیلہ غسان کے ایک سردار شرجیل بن عمرو نے قتل کر دیا۔ سفیر کا قتل بلحاظ رسم و رواج کی شرمناک خلاف ورزی تھی اس لئے آنحضرت صلعم نے سہ ماہ میں ایک فوج روانہ کی جس میں زید بن حارثہ، جعفر طیار اور خالد بن ولید جیسے افسر شامل تھے۔ یہ لڑائی ایک مقامی حادثہ ہو کر رہ جاتی اگر قیصر اپنے ماتحت اور زیر حمایت قبیلہ غسان کی حفاظت کے لئے فوجیں نہ بھیجتا اور بہت سے عرب سرحدی قبائل کو بھی ہمراہ نہ کر لیتا۔ اس نئی صورت حال کے لئے، مسلمان فوج تیار نہ تھی مگر اس نے پیچھے ہٹنا گوارا نہ کیا اور گو وہ خالد بن ولید کی کوشش اور موقع شناسی سے زندہ سلامت واپس آگئی مگر بہت سے افسروں کو کھونے کے بعد۔

جب یہ فوج پسپا ہو کر واپس آئی تو آنحضرت نے فوراً حضرت عمرو بن العاص کو بھیجا کہ عرب کے شمال میں قبیلہ قضاعہ کو جس سے عمرو بن العاص کی رشتہ داری بھی تھی، بیزنطینیوں کو توڑ کر مسلمانوں کا حلیف بنالیں۔ مگر بظاہر اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوئی، اس پر پڑے ساز و سامان سے، جس میں بحرین و عمان کی اطاعت کے باعث وہاں کی آمدنی سے بڑی مدد ملی۔ دوسرے سال (۶۱۰ء) خود آنحضرت تیس ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ روانہ ہوئے اور تبوک میں آخری پڑاؤ ڈالا۔ یہاں سے قیصر ہرقل کے نام ایک نہایت بھیجا کہ یا تو اسلام لائے یا جزیہ دے، سیاسی ماتحتی قبول کرے ورنہ کم از کم اس بات میں آڑے نہ آئے کہ اس کی رعایا ایسا کرے اگر کچھ بھی منظور نہ ہو تو جنگ ہوگی۔ قیصر کا جواب جو یعقوبی نے محفوظ کیا ہے اور جس میں قیصر کے اسلام کا اعلان ہے، صریحاً فرضی معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعد کے واقعات اس کی تائید نہیں کرتے علاوہ بر اس قیصر کا خط بیزنطینی اسلوب میں ہونا چاہیئے حالانکہ یہ جواب خالص عربی بلکہ بدوی انداز میں ہے۔ قیصر نے جو بھی جواب دیا ہو، بہر حال اسلامی فوجوں نے جزیاء، اذرح، ایلہ، مقنا اور دومتہ الجندل کو مطیع کر لیا تو قیصر نے کوئی حرکت نہ کی۔ (باقی آئندہ)

۱۔ ابن سعد ۲-۱ ص ۹۲-۹۳ ابن ہشام ص ۷۲۔

۲۔ ایضاً ص ۷۱ وما بعد۔ ۳۔ ابن ہشام ص ۹۸ تا ۸۵۔ طبری ص ۱۶۰۔

۴۔ ابن سعد ۲-۲ ص ۲۸۔ ۵۔ متن خط کے لئے دیکھئے کتاب الاموال فقرہ ۵۵ نیز صبح الاغشی ج ۶

ص ۷۷۔ ۳۔ ج ۲ ص ۸۲۔ منشآت السلاطین مؤلفہ احمد فریدوں بک ج ۱ ص ۳۔

# بت پرستی۔ بھگتی اپنے غیر معتدل رنگ میں

بقلم مولوی آفتاب الدین احمد صاحب  
گذشتہ نمبر پر

یہودیت اس امر کی مثال ہے کہ، توحید کا درس دینے والے مذاہب بھی شرک میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس مذہب نے، کئی دفعہ مشرکوں کا طریق عبادت، اختیار کیا۔ بتوں کا عمل عرب، چونکہ یہود کی ایک شاخ ہی تھے، رفتہ رفتہ بدترین قسم کی بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ اور بعثت نبوی کے وقت، اسی میں مبتلا تھے۔ تاریخ کی ان شہادتوں سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تمام مذاہب، تا بعد مذہب یعنی بحیثیت ایک ایسے نظام کے، جو معاشرتی زندگی کو ضبط میں رکھ سکے، ابتداءً توحید ہی کا درس دینے والے تھے اور تمام مشرکانہ رسوم اذمہ بعد میں، داخل مذہب ہوئیں۔ چنانچہ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ توحید کا بیان کرتے وقت، وہ یہ نہیں کہتا کہ مشرک، جھوٹے خداؤں کی اس تک عبادت کرتے ہیں کہ حقیقی خدا سے کوئی رشتہ ہی باقی نہیں رہتا۔ اس کے برعکس، قرآن کا بیان یہ ظاہر کرتا ہے کہ مشرکوں میں بھی خدا کا تصور ضرور موجود رہتا ہے۔ اور مصیبت کے وقت، جب کوئی آسرا باقی نہیں رہتا، تو انسان اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو خالق ارض و سما ہے، قرآن مجید کو ان مشرکوں سے جو کچھ شکایت ہے وہ یہ ہر کہ یہ لوگ خدا کی عبادت میں غیبروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔

چنانچہ اسی لئے قرآن مجید اور دیگر مذاہب میں خدا فرماتا ہے کہ اگر ہم انسانوں کو شرک سے باز رہنے کا حکم دیتے ہیں تو اسے نہیں کہ اس میں ہمیں کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ اگر ساری دنیا مشرک ہو جائے تو اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ شرک میں، خود انسان ہی کا نقصان مضمر ہے اس لئے اسے عبادت حقیقی کا علم حاصل کرنا چاہیے، مناسب طریق عبادت روح کے لئے اسی قدر

ضروری ہے جس قدر خوراک صحیح، جسم کے لئے۔ اور انسان محض اسی صورت میں اپنا مقصد حیات حاصل کر سکتا ہے۔

بقول توریت، خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ قرآن مجید نے اس پر یہ ضابطہ کیا کہ انسان خلیفۃ اللہ علی الارض ہے، ساری کائنات اس کے سامنے سربسجود ہے اور وہ اپنے افعال کے لئے، صرف اللہ کے سامنے جوابدہ ہے، اور کائنات کے متعلق جو کچھ اس کے فرائض ہیں، وہ سب خدا کے حکم کے مطابق ہیں۔ اور وہ کائنات کی تحسین محض اس لئے کرتا ہے کہ خالق کائنات کا شکر ادا کر سکے۔ وہ ایک بڑی شخصیت، پر تعجب ہو سکتا ہے لیکن اس تعجب کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ انسان خدا کی حیرت انگیز طاقتوں کو تسلیم کرے اور اپنے امکانات پر غور کرے۔ وہ کسی انسان کی پیروی کر سکتا ہے، لیکن محض خدا کے ضابطہ کی پابندی کے لئے۔ تاکہ اس کا مقصد حیات حاصل ہو سکے، وہ مختلف اشیاء سے متاثر ہو سکتا ہے لیکن اس کا سر صرف ایک خدا کے سامنے جھکنا چاہیے۔ جس کے ہاتھ میں سب کی تقدیر ہے، یہی توحید کا راز ہے، اور انسان میں جذبہ پرستش کا مقصد بھی یہی ہے۔

یہ بات مختلف طریقوں سے ثابت کی جاسکتی ہے، کہ انسانی قوتوں کی نشوونما صرف موجدانہ عبادت ہی ہو سکتی ہے لیکن موثر ترین دلیل، حقائق ہیں کہ یہ بات ناقابل تردید ہے کہ روحانی مجاہدہ کا سب سے بڑا انعام نبوت ہے جو ایک انسان کو مل سکتا ہے اور یہودی تاریخ میں ہم کو انبیاء کی طویل ترین فہرست ملتی ہے اور فکر کے میدان میں، ثقافت عالم میں ان کا حصہ بہت شاندار ہے۔ اگر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو ہم البتہ کہہ سکتے ہیں کہ یہودی عقیدہ توحید کے اثمار اس قدر نمایاں ہیں کہ کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ ان کے بعد، اسلامی تاریخ، توحید کے اثمار کی دوسری شاندار مثال ہے۔ ایک ہزار سال تک ٹاڈی اور روحانی تہذیب میں مسلمانوں نے دنیا کی رہنمائی کی، اور روحانیت پر جس قدر مدد سائنٹیفک لٹریچر اسلام کی بدولت پیدا ہوا، اس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتی، بلکہ دنیا کی تاریخ میں ناپید ہے۔ میں نے اسے سائنٹیفک اس لئے کہا ہے کہ وہ محض نظری نہیں ہے کیونکہ لکھنے والوں نے امکانات عقلی سے بحث نہیں کی بلکہ اپنے تجارب

۲  
نئی روایات میں یہودی کی روایات سے زیادہ مستحکم ہیں اور یہ روایات موجدانہ عبادت پر مبنی ہے۔

بیان کئے ہیں اور اپنے تجارب کو، مظاہر فطرت کی متوازی مثالوں سے مبرہن کیا ہے اور واضح ہو کہ یہ کامیابی موعدا نہ عبادت کا نتیجہ ہے۔ بلاشبہ اسلام کے بعض بہترین اولیاء ایسے گذرے ہیں جن کی درسی تعلیم پر ایسے نام تھی۔ اور اس بات سے، اس نظریہ کی تردید ہو جاتی ہے کہ، خدا کی معرفت کے لئے عقلی بنیاد کا ہونا ضروری ہے اگر ایسے اشخاص جسکی قوت متخیلہ نشوونما یافتہ نہیں، خدا کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں، محض اپنی روحانی جبلت کی بدولت، تو عقلی طور پر ترقی یافتہ لوگ، اپنی تجریدی قوت کی بدولت، اس مقصد کو اور بھی آسانی کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں۔

روحانی عالم سے، مادی عالم کی طرف آئے، تو آج مشکل ہی سے کوئی شخص ایسا ملے گا جو سچی یورپ کی سائنٹیفک ترقیوں سے متاثر نہ ہو، لیکن بہت کم لوگ ان عوامل کا تجزیہ کرنے کی زحمت گوارہ کرتے ہیں جن کی بدولت یہ حیرت انگیز امر وقوع پذیر ہو سکا۔

ہم بالیقین کہہ سکتے ہیں کہ اگر یورپ کی اقوام مسیحیت اختیار نہ کریں، اور بدستور عناصر کائنات کی عبادت میں مصروف رہیں، تو وہ ان عناصر کو، اپنے فائدہ کے لئے استعمال نہ سکتیں۔ جناب یسوع کے مذہب میں جس توحید کی تعلیم تھی اگرچہ یہ لوگ اسکی روح کو نہ سمجھ سکے، لیکن جب بُت پرست یورپ نے، آنجناب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کیا، تو بلاشبہ ان کی مذہبی حالت بہت بہتر ہو گئی۔ بہر حال مسیحیت اختیار کرنے کے بعد، وہ لوگ عناصر فطرت کی پرستش سے ضرور دستبردار ہو گئے۔ بیشک ان کے اندر یہ انقلاب پیدا کرنے کیلئے کہ وہ دنیا کی ہر شے کو اپنا خادم سمجھیں، دوسرے عوامل کی ضرورت تھی، تجسم کے عقیدہ کی وجہ سے، مادہ کے اندر کسی قدر الوہیت کا رنگ ضرور پیدا ہو گیا تھا، اسلئے کائنات کی طرف سائنٹیفک رجحان کے پیدا ہونے میں کسی حد تک رکاوٹ ضرور پیدا ہو گئی تھی۔ یہ رکاوٹ اسلام نے دور کی چنانچہ جب اسلامی تعلیمات کا رنگ، اہل یورپ کے دماغوں پر چڑھ گیا، تو ان کے اندر مطالعہ فطرت کا صحیح ذوق پیدا ہو گیا، اور مادہ پرستی کی لعنت سے کامل نجات مل گئی۔ اور اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ ان علوم کی ابتداء سب سے پہلے اندلس کے اسلامی مدارس میں ہوئی اور یورپ کے عیسائی، اس وقت ان علوم کی طرف متوجہ ہوئے جب، لو تھکر کی اصلاح

اور تحریک احیاء العلوم کی بدولت، انہیں یورپ کی ذہنی غلامی سے نجات حاصل ہوئی۔ اور احیاء العلوم کی تحریک، دراصل، اقوام یورپ کے اندر اسلامی تہذیب کے نفوذ کا دوسرا نام تھی جس حقیقت کی طرف ہنوز توجہ نہیں کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن نے توحید کے علاوہ ایک اور نخل بھی پیش کیا ہے، وہ یہ کہ تمام کائنات، انسان کی خادم ہے، اسلامی توحید کے مفہوم میں، کائنات پر نفوذ آدم کا نخل بھی شامل ہے، وہ صرف خدا کے سامنے سر بسجود ہو سکتا ہے اور اسی سے استمداد کر سکتا ہے لیکن بقیہ کائنات سب اس کے تابع فرمان ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ”ہم نے زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب کو تمہارا خادم بنایا ہے“ یہ بنی آدم کے لئے فرمان حریت ہے جن مذہبی کتابوں نے توحید کی تعلیم دی ہے، قرآن مجید کے علاوہ، یہ فقرہ اور کسی کتاب میں نہیں مل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نہ صرف سائنس، کے دور کا آغاز کیا بلکہ، عناصر پرستی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا اور عناصر پرستی تمام مشرکانہ مذاہب کا ایک جزو اعظم ہے۔

ہندوستان میں سائنٹیفک رُوح کا ایک نیا احساس پیدا ہو چلا ہے۔ لیکن یہ امر بہت افسوسناک ہے، کہ ممالک عالم میں ہندوستان ہی ایسا ملک ہے، جہاں مشرکانہ طریق عبادت کے ساتھ ساتھ عناصر پرستی ابھی تک موجود ہے۔ ہندو لیڈروں کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ سوچیں کہ کیا یہ دونوں باتیں دوش بدوش چل سکتی ہیں؟ یہ حقیقت باسانی منکشف ہو سکتی ہے کہ ہندوؤں کے اندر سائنٹیفک رُوح کا نفوذ، مذہبی تحفظات کی عدم موجودگی کی وجہ سے، ان کو لادیریت اور الحاد کی طرف مائل کر رہا ہے۔ دراصل بعض اوقات میں حیران ہوتا ہوں کہ کیا انسانی فطرت کے پرستار نہ پہلو کی مبالغہ آمیز شکل جسے بھگتی کہتے ہیں، اور جو دراصل ہندو دھرم کے مشرکانہ عقائد کی بنیاد ہے، اس عقیدت کی مبالغہ آمیز شکل سے بہتر نہیں ہے، جو موجودہ الحاد کی تہ میں پوشیدہ ہے؟ میری نظر میں اول الذکر کے اندر وہ جاذبیت ہے جو آخر الذکر میں موجود نہیں ہے، لیکن چونکہ صداقت جذبات کا پاس نہیں کرتی اسلئے یہ کہنا مناسب ہے کہ عقیدت اور بھگتی دونوں کا متنزاج ہمارے لئے زندگی کا مفید قانون بن سکتا ہے۔ زندگی افراط اور تفریط کے درمیانی راستہ کا نام ہے۔ ان میں سے کسی ایک پہلو کی طرف میلان، زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگرچہ عبادت کی رُوح انسان کے لئے بہت مفید ہے لیکن اُس کا غیر معقول طریق کار انسانی زندگی اور رُوح کی زندگی

دونوں کے لئے اسی قدر مضر ہے جس قدر اس جذبہ کا قطعی خاتمہ کر دینا۔ اور صرف عقل کی رہنمائی قبول کر لینا، کیونکہ اس کا نتیجہ بھی انسانی زندگی کے لئے اتنا ہی مضر ہے، اور اسکی مثال آپ کو یورپ کے موجودہ حالات میں بخوبی مل سکتی ہے، یہ امر نہایت افسوسناک ہو گا اگر ہندو قوم، سائینٹیفک رُوح کو قبول کرنے کے شوق میں، الحاد کی طرف مائل ہو جائے اور اس ملک کو روس کے سانچے میں ڈھال دے۔ کیونکہ ہندو کا جذبہ عبادت اس درجہ قیمتی ہے کہ اسے اس انقلاب کی بھیشت نہیں چڑھایا جاسکتا۔ موجودہ نظام کی شوق سے اصلاح کی جائے، لیکن نہ اس حد تک کہ آپ جو کچھ بہتر ہے اسے بھی فنا کر دیں۔ اگر بھگتی کو صحیح طریق پر استعمال کیا جائے تو یہ چیز انسانیت کے لئے بہت مفید ہو سکتی ہے۔ لہذا ہندو کے اندر بھگتی کے احساس کو بہر حال قائم رہنا چاہیئے۔ کیا ہندوستان کے نوکر و مسلمانوں پر اس معاملہ میں کوئی فرض عاید نہیں ہوتا؟

## توحید فی الاسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی پر روشنی ڈالی ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ رُوح توحید ہی تہذیب تمدن کی جان ہے۔ اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدیدہ کی محرک، حکمتِ فیصلت کی مولد، اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید ہی سے حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے۔ کتاب نہایت ہی جامع ہے۔ قیمت بلا جلد ۸، مجلد ۱۱ روپے

## راہِ حیات یا انجیلِ عمل

اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ قوت دولت چمٹ جاہ و جلال مرفعہ الحالی کا راز قوتِ عمل میں ہی مضمر ہے جس طرح باغ کی تروتازگی اور شہوِ پانی سے ہوتی ہے اسی طرح زندگی کا راز بھی قوتِ عمل میں پنہاں ہے۔ یہ کتاب تمام ہندوستان میں مقبول ہو گئی ہے۔ قیمت بلا جلد ۹، مجلد ۱۲ روپے

ملنے کا پتہ :- مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈر ٹھ روڈ کلاھوس

# عمرانی قوانین اور الہام ربانی

{رُوسوکا نظریہ}

بقلم مولوی غلام نبی صاحب مسلم۔ ایم۔ اے

”عدل کا حقیقی سرچشمہ خدا ہے، ہمیں یہ نعمت اسی کی جانب سے ملی ہے لیکن اگر ہم اس کو، ایسے بلند چشمہ سے بالواسطہ حاصل کر سکتے، تو پھر ہمیں یہ حکومت کی حاجت ہے اور نہ قانون کی“ (روسو۔ معاہدہ عمرانی)

جب ہم کسی خاص زمانہ کے جنگی حالات پر تبصرہ کرتے ہیں تو اس وقت ہمیں روسو جیسے بلند پایہ مفکر کے اس قول کی طرف لازماً متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ مشرق اور مغرب کے اکثر مفکرین کی طرح روسو کا بھی یہی خیال ہے کہ خدا، زمین و آسمان پیدا کرنے کے بعد، کسی گوشہ میں چلا گیا، اور اس نے انسان کو تنہا چھوڑ دیا، کہ وہ اپنی زندگی کے مسائل کو، بطور خود حل کرے اور اس لئے نئی آدم ایک پریشانی کے عالم میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اس تخیل کی بنیاد کسی حقیقت پر ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ پر آئندہ غور کیا جائے گا، فی الحال ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کیا انسانی عقل، اپنی ترقی کی منزل میں، ان پیچیدہ مسائل کا بطور خود کوئی حل پیش کر سکتی ہے؟

صدیوں سے تاریخ عالم میں، ایسے قابل اشخاص پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے بڑے غور و فکر کے بعد، انسانوں کے عمرانی مسائل کے حل پیش کئے ہیں لیکن ان کی یہ کوششیں ہمیشہ راہیگان ثابت ہوئی ہیں، اور ان کے مطالعہ مسائل انسانی کے نتائج نے معاملات کو بد سے بدتر بنا دیا ہے۔ عموماً یہ ہوتا ہے کہ ایک مفکر نے، یہ اعلان کیا کہ میں نے عداقت معلوم کر لی، سطحی نظروں سے، اس کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر دیتے ہیں، کچھ عرصہ کے بعد دوسرا مفکر اسی مسئلہ پر غور و فکر کرتا ہے، چونکہ حالات بدلتے رہتے ہیں، اس لئے لامحالہ اس کا زاویہ نگاہ بھی بدل جاتا ہے، اور وہ اپنے پیشرو کے خیالات کی غیر معقولیت کو طشت از باہم کرتا ہے فلسفہ

یونان کے زمانہ سے لیکر اس وقت تک یہی نقشہ نظر آ رہا ہے۔

اگرچہ انسانیت کے ان ہی خواہوں کے خلوص میں کوئی شک نہیں، لیکن ان کے مخلصانہ دلائل اور معقول نتائج کے باوجود، انہی کی بدولت تاریخ کے صفحات انسانی کشت و خون سے رنگین نظر آتے ہیں۔ زبردست اقوام کے کمزور اقوام پر وحشیانہ حملے، ایک ایک لڑائی میں ہزاروں انسانوں کا بے دردانہ قتل، آبادیوں کی تباہی، شہری افراد کا قتل عام، بلا امتیاز عمر و جنس، یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کے بانی بھی یہی مفکرین ہیں اور اس مختصر مضمون میں، اس موضوع پر تفصیلی تبصرہ کی گنجائش نہیں ہے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا، دنیاوی معاملات سے بے تعلق ہے، انہیں مورد الزام نہیں بنایا جاسکتا۔ یا تو انہیں آئین الہیہ کے مطالعہ کا موقع نہیں ملا، یا انہوں نے صرف ان چند قوانین کا مطالعہ کیا ہے جن کی شکل انسانی دستبرد کی وجہ سے مسخ ہو چکی ہے، اور مغربی فلاسفہ کا حال عموماً یہی ہے۔ جیسا کہ دوسرے اور دشمن دونوں کو اقرار ہے، مسیحیت، جو یورپ اور امریکہ کا غالب الہامی مذہب ہے، ابتداء ہی سے ایک مسخ شدہ صورت میں پایا جاتا ہے۔ گذشتہ انیس صدیوں میں علاوہ اس تحریف کے، جو پولوس کے ہاتھوں ہوئی، کلیسا کے ارباب اقتدار نے، اس آسمانی مذہب کو، اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ علاوہ بریں، مسیحیت اپنی اصلی شکل میں بھی، تمام دنیا کے لئے رہنمائی کی بدعی نہیں تھی۔ اور نہ تمام زمانوں کے لئے تھی۔ اس کی تعلیمات کا مقصد صرف یہ تھا کہ بنی اسرائیل کی تاریخ کے ایک خاص دور میں، وہ یہودیوں کے اشیاء کی شرائط پوری کر سکے چنانچہ عہد جدید کے اس فقرہ سے ہمارے قول کی تائید ہو سکتی ہے:-

”میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی گم گشتہ بھیڑوں کے علاوہ اور کسی قوم کی اصلاح کے لئے نہیں آیا ہوں“ (متی کی انجیل ۱۵: ۲۴)

پس یہ واضح ہے کہ مسیحیت اس لائق نہ تھی کہ یورپ کے ان متعدد مسائل کا حل پیش کرے جو اٹھارہویں صدی کے صنعتی انقلاب کی بدولت پیدا ہوئے اور نہ وہ اس زمانہ کے رہنماؤں کو تسلی دے سکتی تھی، جو مدت سے اس مقدس مذہب کا بے سود آسرا ڈھونڈ رہے تھے۔

پس ان رہنماؤں نے، آسمانی روشنی سے ناامید ہو کر، انسانی عقل کی روشنی کی طرف رخ کیا لیکن اسکی بدولت بھی انہیں منزل مقصود نظر نہ آئی، کیونکہ انسانی تاریخ نے، انسانی عقل کی کم مانگی کو مسترد مرتبہ آشکارا کر دیا تھا اس کی بدولت تو ابتدائی زمانہ کے انسانوں کی ادنیٰ مشکلات بھی حل نہیں ہو سکی تھیں، تو موجودہ دور کے پیچیدہ مسائل میں، اس کی کیا حل سکتی ہے؟

وضع قانون کے میدان میں، انسانی عقل کی صلاحیتوں پر بحث کرنے سے پہلے ہم یورپ کے ارباب عقل کی کوششوں کا جائزہ لینا چاہتے ہیں، جنہوں نے شدید ذہنی کشمکش کے بعد مختلف اور متضاد سیاسی عمرانی اور اقتصادی نظام مرتب کر دیئے ہیں، جن پر آج یورپ کے مختلف ممالک میں عمل ہو رہا ہے۔ سوشلزم۔ کمیونزم۔ سرمایہ داری۔ فاشیزم، اور ناز ازم۔ اور ان کے علاوہ دیگر نظام، جو اس وقت موجود ہیں یا زیر نظر ہیں، یہ سب، اس دماغی انتشار کا ثبوت ہیں، جو اس وقت، یورپ کے ارباب عقل کو لاحق ہے اور اسی لئے یہاں کے باشندے ایک حالتِ ہم رجا میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگرچہ سائنس کی ایجادات نے، انسانی زندگی کے بہت سے پہلوؤں کو بے نقاب کر دیا ہے تاہم، طمانیت اور یک لگی کا دور دور پتہ نہیں ہے، گزشتہ برسوں میں، لوگوں کی سیاسی، اقتصادی اور عمرانی زندگی میں بہت کچھ تغیر رونما ہو گیا ہے لیکن مشکلات روز افزوں ہیں، اس طرح آئندہ نسلوں کا مستقبل تاریک ہی نظر آتا ہے۔ اور اندیشہ محکمہ تہذیب مغرب کا یہ عالی شان قصر ایک دن مہدم ہو جائے گا۔

جس ترقی کی بنیاد انسانی عقل ہو، اسکی بے ثباتی، روز بروز آشکارا ہوتی جاتی ہے۔ اور یہ ثبوت ہم کو اس شدید اختلاف سے ملتا ہے جو یورپ کے مختلف عمرانی نظامات کے بانیوں کی آراء میں پایا جاتا ہے جن میں مدبرین فلسفی اور ارباب سیاست سبھی شامل ہیں۔ یورپ کے بڑے آدمی مثلاً کارل مارکس، فطیشہ، کانٹ اور لٹین اگرچہ حیرت انگیز دماغی قابلیت کے مالک تھے اور انہوں نے اپنی کاوش ذہنی سے زندگی کے حیرت انگیز فلسفے مدون کیئے، لیکن انکی تمام جدوجہد کا نتیجہ ہمیشہ، انسانی مصائب میں اضافہ ہی نکلا۔ کیونکہ وہ مفادات میں تصادم کا دغیہ نہ کر سکے۔ کیا اس سے انسانی دماغ کی بیچارگی کا ثبوت نہیں ملتا؟

کیا ارتقاء عقل انسانی کی کسی منزل میں یہ ممکن ہے کہ، انسان، امن و ترقی کے لئے

ایک مکمل نظام مدون کر سکے؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر فرد مختلف اور متغیر دماغی قابلیتوں کا مالک ہوتا ہے۔ اور اسکی فطری خواہش ذہنیت کی بنا پر، اسکے اندر، ہر وقت مختلف خواہشات پیدا ہوتی رہتی ہیں، اور وہ، اپنی ضروریات ہتیا کرنے کی آرزو میں اپنے دماغ کو، جدوجہد کا میدان بنائے رکھتا ہے۔ بعض اوقات ایک آرزو کی تکمیل کے لئے، اسی دوسری آرزوؤں کا خون کرنا پڑتا ہے اور مصائب سے بچنے کے لئے، اسے کسی نہ کسی ضابطہ کی پابندی بھی لازمی ہے۔ لیکن جیسا کہ روزمرہ زندگی میں ہمارا مشاہدہ ہے، ایک انسان، تمام دماغی، اخلاقی اور عمرانی حیثیات سے قطع نظر کر کے، اپنی کوششوں کے نتائج سے قبل از وقت، آگاہ نہیں ہو سکتا۔ چونکہ وہ مستقبل سے آگاہ نہیں، اس لئے وہ اپنی نئی زندگی کے لئے بھی کوئی تسلی بخش پروگرام وضع نہیں کر سکتا۔ انسانیت میں، ہماری اجتماعی ہستی، ایک طریقہ سے ہماری انفرادی ہستی کا مجموعہ ہی ہے۔ اور اس کی ایک بہت بڑی توسیع دادہ صورت ہی ہے۔ پس اگر، زندگی کے مسائل کو حل کرنے کی ہماری کوشش اس لائن پر چلتی ہے، تو اس وسیع میدان میں، جو اختلاف رونما ہو گا وہ بھی بہت زبردست ہو گا:

(باقی آئندہ)

**مقصد مذہب** { یہ وہ معرکہ الاراکچر ہے جو خواجہ صاحب نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا اس کانفرنس میں عیسائی، سنائی، آریہ سماجی، برہمن سماجی،

اور بہت سے دیگر مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے لکچر پڑھے اس لکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے۔ قیمت فی جلد ۳۔

**ہستی باری تعالیٰ** { جس میں خداوند تعالیٰ کی ہستی کے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے گئے ہیں جو دہریوں کے لئے اتمام حجت ہیں مظاہر قدرت و

قرآنی آیات ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں پیش کئے ہیں نہایت بلند ارفع و اعلیٰ علمی پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۴۔

ملنے کا پتہ

مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈر تھ روڈ لاہور

# دنیا اسلام کی خدمت میں ایک ضروری عرضداشت

بقلم مولوی عبدالمجید صاحب

برادران و خواہرانِ دینی - السلام علیکم

موجودہ جنگ نے، انسانیت کی جڑیں تک ہلا دی ہیں، مغربی دنیا اب ماحولِ سیٹنگ آگئی ہے جو، کلیسا نے اس کے لئے پیدا کیا تھا۔ اور اب اپنی بیماریوں کے ازالہ کے لئے، وہ کلیسا کے علاوہ دوسرے رہنماؤں کا منہ تک رہی ہے۔ کلیسا کی حقیقت کہ وہ ان طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو، تسخیرِ فطرت سے پیدا ہوتی ہیں، روز بروز آشکارا ہوتی جاتی ہے۔ تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ صرف تنزیہی تصورالہ ہی وہ طاقت ہے، جس کے وسیلہ سے ہم، وہ نظامِ حیات مرتب کر سکتے جو انسان کو ابتلاؤں اور خواہشات کا شکار بن جانے سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ فلسفہ کے متعدد نظریے، اور محض تصویریت، یہ دونوں، انسان کو جذبات پر غالب آنے کا طریقہ نہ بتا سکے۔ بلکہ مادیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے، ان کی حقیقت ایک تنکے سے زیادہ نہیں ہے اور انسان اب تک، اپنے معصوم و حیات کے حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس سلسلہ میں دیگر مذاہب کی ناکامی کی داستان ہر شخص کے درو زبان ہے۔ آج اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب، تنزیہی تصورالہ کی پاکیزہ تعلیم نہیں دیتا۔ اسلامی نظامِ حیات، جسکی بنیاد خدا کے اس تنزیہی تصور پر ہے، دنیا کی آبادی کے ایک حصہ کی روحانی تسلی کا باعث ہے۔ زندگی کے دوسرے مذہبی نظام، چونکہ خدا کے ناقص تنزیہی تصور پر مبنی ہیں، اس لئے ان سے وہ روحانی اقدار حاصل نہیں ہو سکتیں جن کی بدولت انسان اپنی زندگی کے مادہ پہلو پر غالب آ سکتا ہے۔ چونکہ ہمیں اس حقیقت کا احساس ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس پاکیزہ تصور کے حامی اور علمبردار ہیں۔ اسلئے اگر ہم اس نازک مقام پر پاؤں نہ ہٹا دیں تو کیا ہم سچے مسلمان کہلا سکتے ہیں؟ کیا ہم اس امانت میں خیانت کے مرتکب نہ ہونگے، جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہمیں سوچنی ہے؟ نیز کیا ہم اس بات کو روا کہہ سکتے ہیں کہ جب امتحان کا وقت آئے تو ہم کو نئے میں روپوش ہو جائیں اور بغوائے آیہ قرآنی، محرم قرار پائیں؟  
 ”اے لوگو! تم وہ ہوجن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے، لیکن تم میں وہ لوگ بھی ہیں، جو کہ جو شخص نکل ہے وہ دراصل خود اپنی جان کے خلاف نکل کرتا ہے، اللہ کافی بالذات ہے، اُسے تمہاری احتیاج نہیں، ہاں تم سب اس کے محتاج ہو، اور اگر تم روگردانی کرو گے، تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو لاکھڑا کرے گا، اور وہ قوم تمہاری طرح (بزدل اور بخیل) نہ ہوگی (۳۸: ۵۷)“

یہ آیات اس قدر واضح ہیں کہ ان پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے، خدا کا مقصد آپ کی اور میری وساطت کے بغیر بھی پورا ہو کر رہے گا۔ اسلام کا پیغام شائع ہو گا اور مقبول ہو گا کیونکہ یہ توحیدیت الہی ہے کہ اللہ کا پسندیدہ مذہب اسلام، سرسبز ہوا ورجلہ اویان پر غالب آئے، اور خدائے اسلام کی برتری کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں وعدہ فرمایا ہے: ﴿۵۶: ۱۰﴾  
 ”اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دیگر مذاہب پر غالب کرے، گویہ بات مشرکوں کو بُری ہی کیوں نہ لگے“

تو خدا کا مقصد ہر حال پورا ہو کر رہے گا۔ لیکن کیا یہ امر افسوسناک نہیں کہ ہم اور آپ اس کارِ خیر میں شریک نہ ہو سکیں؟ اور ہمارا شمار ان خوش نصیب افراد میں نہ ہو جو اس وقت صورتِ حالات سے فائدہ اٹھائیں اور بغوائے آیہ قرآنی، ”جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے وہ تم دوسروں تک پہنچاؤ“ (۵: ۶۷) تبلیغ اسلام کر کے، اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوں؟ پس کیا ہم اس امتیاز کے لئے حتی الوسع کوشش نہ کریں گے کہ ہمارے ذریعہ سے مشیت الہی کی تکمیل ہو؟

دوسرے صفحہ پر ہم تین انگریز دوستوں کے خطوط شائع کر رہے ہیں ان میں سے ایک تو مسلمان ہو چکے ہیں، اور بقیہ اسلام سے بہت قریب ہیں، ان خطوط سے عقلمندوں کو بہت کچھ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں یہ خطوط ہمیں ہمارے فرائض بھی یاد دلاتے ہیں اور ہماری ہمت بھی بندھاتے ہیں اور یہ خطوط ہر اس شخص کو چیلنج بھی دیتے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم یہ چیلنج قبول کریں یا نہ؟ مسلمان کا جواب تو یقیناً اثبات ہی میں ہو گا۔ کیا اچھا

ہوا اگر ہم اس وقت ان امکانات کامیابی پر غور کریں، ہو قدرت نے اس وقت موجودہ جنگ کی بنا پر ہمارے لئے پیدا کر دیئے ہیں، ہم مغربی دنیا کے زخموں پر، قرآنی پیغام کی بدولت پھالا رکھ سکتے ہیں۔

پس ہمیں اس وقت ہمت سے کام لینا چاہیئے اور خدا کے راستے میں قربانی کر نیکے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ سر دست ہم یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ ہمارے دوست، حسب ذیل کتب غیر مسلموں میں مفت تقسیم کئے جانے کا انتظام فرمائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ کتابیں گھر گھر پہنچ جائیں، انگلستان کے اخباروں میں روزانہ اُن عورتوں اور مردوں کے خطوط شائع ہوتے رہتے ہیں جو، موجودہ صورتِ حال سے بالکل دل برداشتہ ہو چکے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں، کہ ان لوگوں کو، یہ کتابیں آپ کی طرف سے بطور تحفہ روانہ کریں، یاد رکھئے کہ جو بیج، آپ آج بو رہے ہیں وہ کسی نہ کسی دن انشاء اللہ ضرور بار آور ہوگا۔

حوزہ کتب کے اسماء حسب ذیل ہیں :-

(۱) نبیؐ کامل۔ . . . . مؤلفہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم

(۲) جناب عیسیٰ کی حقیقی اور اصلی تعلیمات اور م { بقلم لارڈ ہیڈلے مرحوم  
اسلامی تعلیمات میں مطابقت

(۳) پیغام اسلام، مؤلفہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم

(۴) اسلام کیا ہے، مؤلفہ مسٹر حبیب اللہ گوگرو۔

(۵) اسلامک ریویو کا ایک سال کا چندہ (تا کہ اسے مفت تقسیم کیا جاسکے)

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ، فیاضانہ طور پر ہماری اپیل کا جواب دیں گے :-

آپ کا مخلص

عبد المجید۔ امام مسجد و ونگ انگلستان

# مراسلات

سڈنی آسٹریلیا - ۲۴ اپریل ۱۹۸۷ء - جناب امام صاحب مسجد و ونگنگ

میں یہ طور اس غرض سے لکھ رہا ہوں کہ میں مسلمان ہونیکا آرزو مند ہوں۔ میرے اعزاء کو اس تبدیلی مذہب پر کوئی اعتراض نہیں ہو کیونکہ وہ اسلام کو ایک اچھا مذہب سمجھتے ہیں مجھے چپن سے مطالعہ مذاہبک متوق رہا ہے، اور اس سلسلہ میں مجھے اسلام میں ایسے حقائق نظر آئے جو دوسرے مذاہب میں موجود نہیں ہیں۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہونگا، اگر آپ مجھے اسلام کے متعلق مزید لٹریچر روانہ کریں گے جس سے مجھے ارکان اسلام سے اقیقیت ہو سکے۔ آپ کا مخلص - ایم ہمپٹن

شانتی سادن لندن، ۲۱ جون ۱۹۸۷ء ڈیر امام صاحب مسجد و ونگنگ

ارکان شانتی سادن کی طرف سے میں گزشتہ اتوار کی دعوت کا، تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم میں سے اکثر کے لئے یہ ایک نادر موقع تھا، اور ہم آپ کی ہمان نوازی سے بید متاثر ہوئے۔ خدا آپ کے مقاصد میں آپ کو کامیابی عطا فرمائے، تاکہ صداقت کا بول بالا ہو اور تمام نبی آدم اس سے مستفید ہو سکیں۔ آپ کا مخلص - ایچ۔ ہیلے ڈے۔ (سکرٹری)

جنوبی ہاپسٹل، ڈارلنگ فورڈ (کینٹ) ۲۴ جون ۱۹۸۷ء - جناب امام صاحب مسجد و ونگنگ

آپ نے اس ہسپتال کے لئے، جو لٹریچر روانہ کیا ہے اسکے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یقین ہے کہ زخمی سپاہی، ان پوسٹ کتابوں کا بہت شوق کیسا ہے مطالعہ کریں گے۔

آپ کا مخلص - ایم ملر (لائبریرین)

لندن ۲۷ جون - ڈیر امام صاحب

آپ نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اپنے قبول اسلام کی وجوہات قلمبند کر کے اپنی خدمت میں روانہ کروں۔ میں مختصر طور پر عرض کرتی ہوں۔

عرصہ ہوا، خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے مجھے ”اسلام اور اسلامی نماز“ کا ایک نسخہ تحفہ دیا تھا چند صفحات پڑھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو بلاشبہ مجھے طمانیت قلبی عطا کر سکیگا۔ اس کتاب میں دو باتوں سے میں خاص طور پر متاثر ہوئی۔

(۱) اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطرتاً ہی گناہ ہے۔ (دب) اسلامی نماز خود غرضی کی تعلیم نہیں دیتی۔

عیسائیوں کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ سب انسان پیدائشی طور پر گناہگار ہوتے ہیں اور ہماری بچا کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہم یسوع مسیح کے گناہ پر ایمان لائیں اور اسی لئے ہم اپنے اطمینان پاتے ہیں اور بعد ازاں ”استحکام“ حاصل کرتے ہیں، میں ان عقائد و رسوم پر ایمان لاتی بہت کوشش کی مگر ناکام رہی۔ مجھے تو یہ سب امور محض طفلانہ معلوم ہوئے، بلکہ ایک قسم کا نقاب جس کے پردہ میں انسان اپنے نفس کی پیروی کرنے کے باوجود نجات پاسکتا ہے اور اپنے اعمال بد کے نتائج سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور یہ تو بلاشبہ بزدلوں کا طریقہ ہے جو سچیست سکھاتی ہے۔

میں اس بات پر یقین نہیں کر سکتی تھی کہ جن شیر خوار بچوں کو میں گھروں میں دیکھتی ہوں وہ سب گناہگار ہیں علاوہ بریں، بہت سے نام نہاد گناہ، دراصل سوسائٹی کے قوانین کی خلاف ورزی ہیں نہ کہ خدا کے قوانین کی خلاف ورزی، جب میں نے اسلام کی تعلیم دیکھی کہ کوئی چیز نہ بری ہے نہ بھلی، بلکہ صحیح استعمال سے اچھی ہو جاتی ہے اور غلط استعمال سے بری تو مجھے بہت طمانیت حاصل ہوئی۔ ثنائیاً اگرچہ اسلامی طرز عبادت، شروع میں میری سمجھ میں نہ آئی کیونکہ میں ان الفاظ کا مفہوم نہیں سمجھ سکتی تھی (لیکن جب میں نے ان کا مطالعہ شروع کیا، تو مجھے معلوم ہوا کہ عبادت ستر تاپا، خدا کی حمد و ثناء ہی اور مسلمان اپنی عبادت میں خدا کی حمد و ثناء کے علاوہ اور کوئی نغمہ سراہی نہیں کرتے۔ اور میں یقین کرتی ہوں کہ مسلسل تلاوت سے ان کے اندر پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی زبردست خواہش پیدا ہو جاتی ہوگی۔ اب آپ خود موازنہ کر سکتے ہیں کہ اسلامی عبادت اور عیسائی عبادت میں کس قدر فرق ہے جبکہ عیسائی عبادت میں دن رات یہی رونا ہے کہ اے خدا ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہماری ضروریات زندگی ہمیں عطا کر۔

عیسائیوں کو سکھایا جاتا ہے کہ خدا ایک حمد ل باپ ہے جو ہمیشہ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے اور اگر ہم بلند آواز سے دیر تک دعا کرتے رہیں تو وہ ہماری خواہشات کو پورا کر دے گا۔ میں ہمیشہ اپنی ضروریات خدا کے سامنے پیش کرتی تھی اور مجھے تو صرف یہ تجربہ ہوا کہ اگر میں اپنی زندگی کو خدا کے ہاتھ میں موٹا دیتی تو زیادہ خوش رہتی۔ کیونکہ میری نگاہ تنگ تھی اور جن چیزوں کے لئے میں آج بہت شدت کے ساتھ دعا کرتی تھی وہی اشیاء دوسرے دن میرے لئے بے کیف ہو جاتی تھیں۔

پس ان امور کی روشنی میں، میں نے اپنے متعلق صحیح فیصلہ کیا اور میں خوش ہوں کہ میں نے طفلانہ

مذہب کے نجات حاصل کر لی اور اب ایک فی شعور انسان کی حیثیت سے صداقت کا مشاہدہ کر رہی ہوں۔ اور میں خود  
 بروز اسلام کی پاکیزگی اور قرآن کی حکمت کی معرفت ہوتی جاتی ہوں۔ واضح ہو کہ بائبل کا اکثر حصہ تو فضول باتوں  
 سے لبریز ہے اور بہت سی باتیں اس میں ایسی بھی مندرج ہیں جن کو میں بالکل ناپسند کرتی ہوں۔  
 یہ ہے مختصر طور پر میرے قبول اسلام کی داستان مجھے یقین ہے کہ آپ اس تحریر سے اکتانہ جائینگے۔ میں  
 کوشش کرونگی کہ آئندہ جمعہ کو ۱۸۔ ایکسٹن سکواٹر میں اگر نماز باجماعت میں شرکت کی عزت حاصل کروں۔  
 آپ کی مخلصہ (منز) کلارا ولیمز

# تفصیل اخراجاتی دوکنگ مسلمشن اینڈ لٹریچر ٹرسٹ عزیز منزل برائے روتھ۔ روڈ۔ لاہور۔

## بابت ماہ دسمبر ۱۹۴۰ء

| نمبر بل | تفصیل اخراجات                        | پائے | روپے | نمبر بل | تفصیل اخراجات                 | پائے | روپے |
|---------|--------------------------------------|------|------|---------|-------------------------------|------|------|
| ۴۱      | تنخواہ عملہ بابت ماہ نومبر ۱۹۴۰ء     | ۳    | ۲۹۰  | ۸۰      | پیشگی سفرشن برائے اخراجات سفر | ۰    | ۱۰۰  |
| ۴۲      | ایمرسٹ بل تفصیل ذیل:-                |      |      | ۸۱      | خرید کتب برائے فروخت          | ۰    | ۵۸   |
|         | محکمہ انک نمبر ۱۵۵۴ تا ۱۶۲۳-۱۰-۱۹۴۰  |      |      | ۸۲      | ترجمہ کرائی برائے اشاعت اسلام | ۰    | ۳۱   |
|         | خرید کتب برائے فروخت                 | ۰    | ۲۱   | ۸۳      | اخراجات سفرشن                 | ۳    | ۱۱۳  |
|         | کاغذ برائے پریسنگ نمونہ نمبر ۱۳۰-۱۳۰ |      |      | ۸۴      | مکیشن بل ایکٹ مشن             | ۹    | ۳۱   |
|         | سینٹری                               | ۶    | ۱۳   | ۸۵      | اخراجات دوسرے دوکنگ           | ۲    | ۱۳۵  |
|         | کاغذ اشاعت اسلام                     | ۰    | ۹    | ۸۶      | "                             | ۲    | ۱۵۶  |
|         | ستار                                 | ۰    | ۱۲   |         | "                             | ۲    | ۳۰   |
|         | کاغذ گزٹ                             | ۰    | ۲    |         | میزان کل ۱۲-۹-۲۸۶۰            |      |      |
|         | بلی کابل                             | ۰    | ۱    |         |                               |      |      |
|         | متفرق                                | ۳    | ۸    |         |                               |      |      |
| ۴۳      | طاعت اسلامک یو ایو از بخوری نامی شمس | ۰    | ۲۹۵  |         |                               |      |      |
| ۴۴      | طاعت پمفلٹس                          | ۰    | ۶۵   |         |                               |      |      |
| ۴۵      | طاعت رسالہ اشاعت اسلام اکتوبر ۱۹۴۰ء  | ۱۳   | ۲۴   |         |                               |      |      |
| ۴۶      | طاعت چٹس اسلامک یو ایو وٹریکٹ        |      |      |         |                               |      |      |
|         | وسر کلر پیپر وغیرہ                   | ۰    | ۵۶   |         |                               |      |      |
| ۴۷      | علی الحساب بل نمبر ۱۵۱۴۶ بابت کاغذ   | ۰    | ۵۰   |         |                               |      |      |
| ۴۸      | طاعت اشاعت اسلام فروشی مایچ ۱۹۴۰ء    | ۰    | ۲۹   |         |                               |      |      |
| ۴۹      | بلاک بنوائی برائے فوٹو اسلامک ریویو  | ۰    | ۲۳   |         |                               |      |      |

رسالہ کی خریداری بڑھانا  
ہر خریدار کا فرض اولین  
ہے

خط و کتابت کرتے وقت  
چٹ نمبر کا حوالہ  
ضرور دیں

نو

نَحْمَدُكَ يَا مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّىْ وَسَلِّمُ عَلَىٰ آلِكَ الْكَرِيمِ

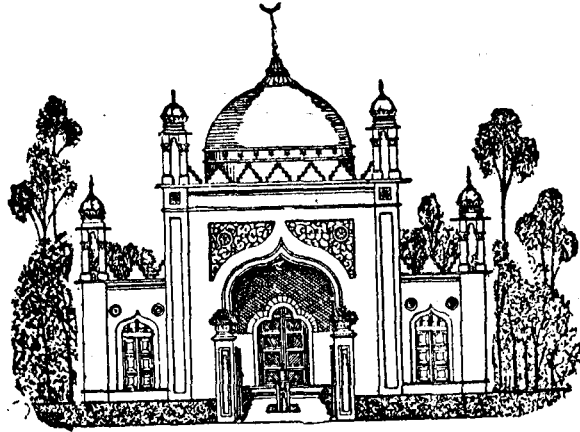
اللَّهُمَّ اكْبِرْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَتَكُنَّ مَثَلًا مَّا يُذَكِّرُ إِلَى الْخَيْرِ يَا مَعْزُومٍ يَا مُعْرِفٍ يَا مُنْكَرٍ يَا مُنْكَرٍ يَا مُنْكَرٍ يَا مُنْكَرٍ (آل عمران)  
ترجمہ - اور چاہئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں  
يُؤَلِّمُ الَّذِينَ يُرِيدُونَ سَوَاءً بِالْهُدَىٰ وَرَيْنَا الْحَقَّ لِيُظَاهِرَكَ عَلَىٰ الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْكُونَ  
ترجمہ - وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمد) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ ہر کوتاہم و دنیو بخ غالب کرے۔ گو مشرکوں کو بُرا (ہی کیوں) لگے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ ﷺ

مغربی تبلیغ اسلام کا واحد مرکز



شاہجہان مسجد وکنگ انگلستان

## دکنگ مسلم مشن انگلستان

یورپ - امریکہ وکل انگریزی دان سچی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے  
دکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام ووکنگ مسلم مشن  
(۱) تشکیل مشن - اینڈ لٹریچر ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) دکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی)  
(۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو) - (۴) کتب خانہ بشیر اسلام لائبریری (۵) مسلم لٹریچر فنڈ (۶) دکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ شامل ہیں۔  
(۲) اعراض مقاصد - ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں  
مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔  
(۳) تبلیغی مسکن - (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن  
سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) ییشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کے ٹرسٹیں مختلف فرقہائے اسلام سے  
تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) دکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نمازیں کسی فرقہ کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد وکنگ  
کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں جن میں نو مسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی  
(۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی - ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ - امریکہ و دیگر انگریزی دان سچی ممالک میں غیر مسلمین  
نو مسلمین انجمن و خواتین کو ہمراہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی  
اشاعت کے ذرائع لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے  
(۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد وکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاہ سے تواضع کی جاتی ہے  
(۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نو مسلمین مسلمانوں کو طلباء - کشمیر تھانہ میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں  
ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں۔ یہیں نو مسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

مسجد دوکنگ میں آجائے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتاب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو بڑے توک و احتشام سے منایا جاتا ہے جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں۔ (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد دوکنگ میں جو غیر مسلم و نو مسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچی جاتی ہیں۔ (۱۰) دوکنگ مشن کے زیر اہتمام نو مسلمین کی ایک جماعت لکھنؤ میں برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائٹی کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) مشن کے آرگن۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمدن دوکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم سیک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن دوکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) مشن کے مناثرات۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی ٹیم دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن انخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفہ۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات۔ تاجر۔ مغربی مشرقین و فوجی شہرت کے نو مسلمین ہیں۔ یہ نو مسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو اتحاد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا با معنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ مکتوبات۔ ٹریکٹس مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے نفرت پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ امر میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی ٹیم نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں دوکنگ کی مسلسل اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں مسیحی دوکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کارات دن تانتا بندھا رہتا ہے غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم کر کے کشمیر، تاجکستان، تاجکستان میں بمبہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام بمبہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) انگلستان میں اشاعت اسلام مسلمانوں کی کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے یعنی انہیں اپنا بھائی اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راک گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملائے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضرب ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کر لیں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بڑھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصویر ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں جوس آف لارڈز و جوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیج کر انگریزی ذم کو اپنے ہم آراء کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضہ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیے۔

سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے۔

نہ اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راک گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملائے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضرب ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کر لیں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بڑھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصویر ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں جوس آف لارڈز و جوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیج کر انگریزی ذم کو اپنے ہم آراء کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضہ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں۔ لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیے۔

دوکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے۔

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سر انجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی دوکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالائری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے۔ اسکو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان سلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اس اسلامی مشن کو عالمگیر قبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ کاترا۔ جاوا۔ برونو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلاو اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) **دوکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد دے سکتی ہے**۔

(۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کردہ دنوں میں جو ماہ ماہ مشن کو پہنچتا ہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کا ذخیرہ کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خدمت بھی حصر میداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک غریب داری فرمائیں۔ سالانہ چندہ میچر ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان سچی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کریں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی غریب داری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ سب سے اور ممالک غیر کیلئے شہر ہے۔ (۷) دوکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریٹیوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کر کے داخل حشرات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن دوکنگ میں سچی غیر مسلموں اور غیر مسلم سچی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جاسکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد دوکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منانے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہوتا ہے۔ غار و قطبہ کی طرح کوشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد نوپڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ علم احباب اس میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد دوکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس کی نہ کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کامل سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کا ذخیرہ کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ تنگ یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سودا اشاعت اسلام کے لئے دوکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دیے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقم کو تنگ یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کریں گے (۱۴) فہرہ کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف دوکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) **دوکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کارکن نظام کے لئے از بس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ**

اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ قائم رکھنے کے لئے عینجنگ کیٹی ٹرسٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ ریزرو فنڈ میں جمع کیا جائے۔ اس دس لاکھ روپے کو تنگ میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم محبت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبرو ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی روزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور لئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئندہ کیلئے کسی جیبا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چاہیں کوڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کا ذخیرہ کیلئے فراہم نہ کر سکیں گے۔

(۱۱) **دوکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق** یہ مشن ایک معتبر جبرٹی شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران عینجنگ کیٹی

(۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لندن میں مسجد دوکنگ انگلستان کے مشن کی نمکائی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) نظریہ کی کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لاء اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔

(۱۲) **مشن کا مالی انتظام** (۱) مشن کی جملہ رقم جو باہر سے آتی ہیں۔ مین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہوتی ہیں۔ رجسٹری آف میں

دفتر لاہور و دفتر دوکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں۔ (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں۔ (۵) چیکوں میں عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بلیس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) **ضروری ہدایات**۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری دوکنگ مسلم مشن اینڈ نظریہ ٹرسٹ عزیز منزل۔ برائڈر تھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری دوکنگ مسلم مشن اینڈ نظریہ ٹرسٹ عزیز منزل۔ برائڈر تھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب۔ (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس عزیز منزل۔ برائڈر تھ روڈ۔ لاہور۔ (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک دوکنگ۔ سرے۔ انگلینڈ ہے۔

Address in England - The Imam, The Mosque, Woking, Surrey, England.

(۵) بنگس۔ لائیڈ بینک لمیٹڈ لاہور و لندن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ۔ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان) \* تمام خط و کتابت بنام سکرٹری دوکنگ مسلم مشن اینڈ نظریہ ٹرسٹ عزیز منزل۔ برائڈر تھ روڈ لاہور (پنجاب ہندوستان) فرمائیں